فروری ۱۹۹۱ء

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

یادگار امیر المؤمنین خلیفہ راشد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

شہداء ناموس اصحاب رسول علیہم السلام

شہید عشق محمد کا احترام کرو
کہ اس سے برزخ و محشر میں احتساب نہیں

مولانا ایثار القاسمی

مولانا حق نواز جھنگوی

اے وفا کے راہیو!

ماضی کے دھندلکے میں دکھائی دینے والے غبار آلود چہرے اور ماضی کے جھروکوں سے آنے والی رستاخیز صدائیں ہر مومن و مُنعم کو کوہ و دشت میں جاری و ساری معرکۂ حق و باطل میں شرکت کی دعوت دے رہی ہیں گھوڑوں کی ہنہناہٹ تلواروں کی جھنکار تیروں کی بوچھاڑ نعرۂ اللہ احد، اللہ اکبر اور ھل من مُبارز کی للکار بلاکشانِ محبتِ الٰہی کو پکار رہی ہے۔

اے شمعِ توحید کے پروانو! اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متوالو! اے جادۂ حق کے راہیو! تمہاری وہ ہمتیں کیا ہوئیں اور تمہارے عزمِ جوان کہاں سو گئے تمہیں عرب کے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس انقلاب کا درسِ وفا دیا تھا وہ تم نے کیوں طاقِ نسیاں کی زینت بنا دیا، تم وہی ہو جن کے اسلاف نے عجم کے سورماؤں کو جنگِ قادسیہ میں ہمیشہ کے لیے تاخت و تاراج کر دیا تھا اور عجم کا سارا غرور و تکبر تہ خاک دبا دیا تھا! تم وہی ہو جن کے اسلاف خدا مست نے فرعونیوں، قارونیوں اور ایرانیوں کا تختِ طاؤس، دبدبۂ کیقباد و شوکتِ کیخسرو اور تاجِ جمشید کو نبی عربی کی دشمنی کی پاداش میں فنا کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ تم وہی ہو کہ تمہارے امام عرش مقام عمرؓ بن خطابؓ اور تمہارے سپہ سالار افواجِ ملی سعدؓ بن ابی وقاصؓ نے سازشِ عجم کے سب تار و پود بکھیر دیے اور آج یہ تم ہو کہ عجمی سازش کا صیدِ زبوں ہو چکے ہو۔ آہ یہ تم ہو جو عجمی سازشیوں کے سامنے دم مارنے کی جرأت نہیں کر سکتے ہو۔ آہ یہ تم ہو جو مصنوعی تقدس و پارسائی کے نخچیر ہو، اور عجمی سازشیوں کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے انہی کی بولی بول رہے ہو اور ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھے انقلاب کی بجائے انتظار کی بھنور میں ڈبکیاں لے رہے ہو اور ہاتھ پاؤں توڑ کر خالد بن ولیدؓ کا وارث کہتے ہو اور تم کس منہ سے ابوعبیدہ بن جراح کی امانتوں کا اپنے تئیں امین سمجھتے ہو وہ سراپا جد و جہد اور تم سر تا سر جمود و خمود۔!

یاد رکھو! اشتری حیلے تمہاری مشکلات کا حل نہیں اور نہ ہی مختاری چالیں تمہیں بزدلی کے گڑھے سے نکال سکیں گی۔ سبائی دولت اور خمینی تجربہ تمہیں محکومی سے نجات نہیں دلا سکتا۔

تمہیں زندہ رہنا ہے تو عمرؓ کی تدبیر، عثمانؓ کی حیا، اور معاویہؓ کا حکم و حکمت، خالدؓ کی شجاعت کا علم لہراتے ہوئے نبی عربی کا انقلاب برپا کر دو اور عجم کی سازش کا شیش محل ایک مرتبہ پھر چور چور کر دو!

سید عطاء المحسن بخاری

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

رجسٹرڈ نمبر : ایل ۸۷۵۵

رجب المرجب ۱۴۱۱ھ
فروری ۱۹۹۱ء
جلد ۲ ● شمارہ ۲

رئیس التحریر : ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری
مدیر : سید محمد کفیل بخاری

سرپرست اکابر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ
مولانا محمد اسحٰق صدیقی مدظلہ
مولانا حکیم محمود احمد ظفر مدظلہ
مولانا محمد عبداللہ مدظلہ
مولانا عنایت اللہ چشتی مدظلہ
مولانا محمد عبدالحق مدظلہ

رفقاءِ فکر

- سید عطاء المؤمن بخاری
- سید عطاء المھیمن بخاری
- سید عبدالکبیر بخاری
- سید محمد ذوالکفل بخاری
- سید محمد ارشد بخاری
- سید خالد مسعود گیلانی
- عبداللطیف خالد ● اختر جنجوعہ
- عمر فاروق عمر ● خادم حسین
- قمر الحسنین ● بدر منیر احرار

زرِ معاونت اندرونِ ملک

سالانہ :	فی پرچہ :
۶۰/= روپے	۶/= روپے

بیرونِ ملک: سعودی عرب، عرب امارات، مسقط، بحرین، عراق، ایران، مصر، کویت، بنگلہ دیش، انڈیا، امریکہ، برطانیہ، تھائی لینڈ، ہانگ کانگ، برما، نائیجیریا، جنوبی افریقہ، شمالی افریقہ /۳۰۰ روپے سالانہ پاکستانی

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ [شعبۂ تبلیغ] عالمی مجلسِ احرارِ اسلام

دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان (پاکستان) فون : ۲۸۱۳۷

ناشر : سید محمد کفیل بخاری، پرنٹر : تشکیل احمد اختر، مطبع : تشکیل نو پرنٹرز پرانی غلہ منڈی ملتان، مقامِ اشاعت : دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

ہوئے اسلامی رجحان اور میلانات پر موجودہ دنیا کے کفار کو نہ صرف یہ کہ خبردار کیا بلکہ برسوں پہلے سے اس اسلامی یلغار کو روکنے کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی کی گئی شاہ فیصل کا قتل ' ضیاء الحق کا قتل اور سعودی عرب کے تمام سرحدی اہم شہروں میں فوجی چھاؤنیوں کا قیام فوجوں کی ضرورتوں کے لئے کئی کئی منزلہ عمارات کی تعمیر اسی منصوبہ بندی کا بنیادی حصہ ہیں اور اب خلیج کی جنگ اس یہودیانہ منصوبہ بندی کا خونخوار مظہر ہے سوال پیدا ہوتا ہے آخر یہ سب کچھ کیوں؟ اس کا سیدھا سا جواب تو یہ ہے کہ کافر کتنا ہی لبرل اور معتدل کیوں نہ ہو جائے آخر وہ کافر ہے اور اسکی تمام نیک خواہشات اور تمنائیں کفار کی برتری کے لئے ہی وقف ہیں کافر کیس کا ہو مسلمانوں کی برتری بہرنوع اس کے لئے ناقابل قبول ہے۔

کہا یہ جاتا ہے کہ جدید دور میں برتری کی بنیاد جدید ترین ٹیکنالوجی پر ہے جس کے پاس یہ دیو استبداد ہے وہ برتر ہے لیکن یہ بھی تو حقیقت ہے کہ جدید ٹیکنالوجی کی بلندیوں پر اڑنے کے لئے امّ الوسائل تیل ہے اور بدقسمتی سے پوری دنیا سے زیادہ تیل عربوں کے صحرا کی تہوں میں ہے اور یہی تیل جدید دور کا سب سے بڑا ہتھیار ہے۔ فیصل مرحوم کو اسی ہتھیار کے استعمال کی سزا دی گئی اور اب بھی جنگ خلیج کی بنیادی وجہ خلیج کا تیل ہے صدام بھی اس حقیقت سے آشنا تھا اور یہ حقیقت شناسی ہی اسکی تباہی و ویرانی کا سبب بنی ہے عراق جب تک ایران کے خلاف لڑتا رہا امریکی لابی اس کی بھرپور امداد کرتی رہی عرب بھی اس کی دل کھول کے مدد کرتے رہے صدام نے اس مدد کو نعمت جانا اور اپنے مستقبل کی مضبوط منصوبہ بندی کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے خوب استعمال کیا لیکن صحراؤں سے آنے والی ہواؤں کی بو سونگھ کر صدام نے اپنا رخ موڑا اور طاقتوں کی ماں تیل پر قبضہ کی ٹھان لی اور کویت پر قبضہ کر لیا ہرچند یہ غلط ہے کسی صورت میں اس کی تائید نہیں کی جا سکتی لیکن اس حقیقت کو بھی جھٹلایا نہیں جا سکتا کہ تیل کے یہ جاگیردار اپنا کوئی مفاد نہیں رکھتے بلکہ یہ تمام تر امریکی مفادات کے " عیاش نگران " ہیں اور بس۔

یہ بھی درست ہے کہ صدام اگر براہ راست اپنا رخ اسرائیل کیطرف موڑ دیتا تو بہت بہتر ہوتا لیکن ہر ملک کے اپنا حالات و تقاضے ہوتے ہیں جنہیں ہزاروں سینکڑوں میل دور رہ کر جدید دور میں بھی سمجھا نہیں جا سکتا لیکن ایک بات جو بار بار ہمارے دل و دماغ کو متاثر کرتی ہے وہ تیل کی طاقت پر قبضہ کی بات ہے امریکہ اپنی خوفناک بڑھتی ہوئی ضروریات کی تکمیل کیلئے بہرنوع تیل پر قبضہ چاہتا ہے سیاسی پالیسیوں پر تو اس کا قبضہ پہلے ہی تھا مگر ذاتی قبضہ کیلئے موجودہ صورت حال کی تشکیل اسی کی ابلیسی و خبیثی ذہنی کاوشوں کا نتیجہ ہے شاہ فہد کا یہود و نصاریٰ کو جزیرۃ العرب میں بلانا کسی جواز کا حامل نہیں بلکہ براہ راست رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی ہے اگرچہ بعض حلقوں کی رائے یہ ہے کہ امریکہ اپنے دوستوں کی مدد کرتا ہے اور کویت کو آزاد کرانے کیلئے اسے بلانے کا جواز یوں ہے کہ عراق کی فوجی قوت کے سامنے تمام عرب مل کر بھی نہیں ٹھہر سکتے لہٰذا امریکی بدمعاشوں کی سرزمین عرب میں آمد اس کی طاقت اور ٹیکنالوجی کیوجہ سے جائز ہے! سلامتی کونسل کی جنگی " اجازت " اور ۳۰ سے زائد اتحادی فوجیں عراق کو کویت سے پسپائی پر مجبور کر دیں گی حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے کہ عراق فوجی کیمیائی اور ایٹمی طاقت کی طرف جس تیزی سے بڑھ رہا تھا امریکہ اس کو بھلا کیوں برداشت کرتا موجودہ جنگ امریکہ نے صرف اور صرف عراق کو ختم کرنے کیلئے شروع کی ہے اگر چند برس عراق یونہی رواں دواں سفر جاری رکھتا تو مستقبل قریب میں مشرق وسطیٰ میں مسلمانوں کی تمام شکستوں (سیاسی و فوجی خلافت سے جنگ سویز تک) کا بدلہ لینے کی پوزیشن میں آ جاتا اگر امریکہ کو

عراق کی تباہی مقصود نہیں تو اب تک کی رپورٹوں کے حساب سے ۳ ہزار فضائی و بحری حملے عراق پر کرنے کا کیا جواز ہے ؟ چالیس سے پچاس ہزار ٹن دہکتے ہوئے لوہے اور بارود برسانے کو کیا کہا جائے گا ؟ سلامتی کونسل اور دنیا بھر کے انصاف پسند اس کو کیوں کر درست کہیں گے کویت آزاد کرانے کیلئے عراق کی تباہی و بربادی بش کی ذہنی حرام کاری کا نتیجہ ہے بش کی سنگدلی اور یہود نوازی نے اس کا رخ عراق کی طاقت ختم کرنے کی طرف موڑا ہے تاکہ مستقبل میں اسرائیل محفوظ رہے اگر محض کویت آزاد کرانا تھا تو حملہ کویت پر ہوتا ۔

جناب نواز شریف کا امن مشن

لوہے اور بارود کی بارش اور امریکی درندوں کی یورش میں وزیر اعظم کا فاختائی سفر یقیناً قابل صد ستائش ہے لیکن " عیدوں پچھے تھفا پھوکنا " والی بات ہے یہ سفر اگر جنوری کے پہلے ہفتے میں ہوتا تو بہت بڑی بات تھی مگر اب تو یہ بھی امریکی پالیسی کا حصہ لگتا ہے (اللہ کرے ہماری یہ بات غلط ہو) لیکن اب امن کی بات امریکی وحشی جارج بش کو کہنے کی ہے کیونکہ عراق پر حملہ امریکی جارحیت ہے امریکہ عراق پر بمباری ختم کرے اور عراق کے نقصانات کا ہرجانہ ادا کرے پھر مسلم امہ عراق کو کویت چھوڑنے پر مجبور کرے موجودہ حالت میں عراق کو پسپائی قبول کرانا واضح جانب داری ہے کیونکہ اب براہ راست جنگ ـــ امریکہ و عراق کے مابین ہے سعودی عرب تو مال خرچ کر کے تماشا دیکھ رہا ہے

نورانی اور پی پی پی

" بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا " خلیج کی جنگ نے ہارے ہوؤں کو جیتنے کی راہ دکھائی مگر ہائے حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے نورانی میاں اس تمام سیاسی " حکمت بازی " کے باوجود سعودیہ نہ جا سکیں گے عراق کی حمایت حب علیؓ نہیں بغض معاویہؓ ہے نورانی میاں اپنے معتقدات کے پرچار اور علماء سعودیہ کے معتقدات کے خلاف زبان درازیوں اور قلم رانیوں کے سبب مکہ و مدینہ جانے سے روکے جانے والے ان چند افراد میں سے ایک ہیں جنہیں سعودی حکومت نے اشتہاری قرار دیدیا تھا سعودی حکومت کے اس " جرم " کی سزا عراق کی حمایت میں جلوسوں کی ہاؤ ہو اور غل غپاڑے سے نہیں دیکھا سکتی نورانی میاں کا یہ رویہ واضح کرتا ہے آپ بھی خیر سے پانچویں سوار ہیں جو اپنے سابقہ پانچ سالہ بیانات اور رویوں سے واضح کر چکے ہیں کہ مکہ و مدینہ (زادہما اللہ شرفا ۔ و علما ۔) کو کھلا شہر قرار دیا جائے نورانی و ایرانی " خواہشات بد " کا اشتراک انہیں ابدی محرومیوں کی اتھاہ گہرائی میں گرا دیگا مگر ان کی یہ آرزو پوری ہوتی دکھائی نہیں دیتی ـ پی پی پی کی درگا دیوی امریکہ سدھاریں اور وہاں جا کر جو ویکھیان انہوں نے دیا اسکی " سچائی " پر جاوید جبار سینیٹر اور معراج خالد سابق سپیکر دونوں نے تصدیق کر دی اور بے نظیر کی اس " بروقت حمایت " پر افسوس ' دکھ اور پریشانی کے اظہار کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا کہ ضمیر کی آواز کو پارٹی ڈسپلن پر قربان نہیں کیا جا سکتا اے کاش پی پی پی کے نفوس ناطقہ ہمیشہ ضمیر کی آواز پر لبیک ہی کہیں معلوم ہوتا ہے کہ ضمیر کی آواز افتخار گیلانی اور فاروق لغاری اینڈ کو کے حصے میں نہیں آئی ورنہ وہ بھی طنبورے کی ہاں میں ہاں نہ ملاتے ـ

آدھی عورت

روزنامہ جنگ ۲۷ جنوری کی خبر ہے کہ پی پی پی کی دیوی بینظیر بھٹو نے واشنگٹن میں کارنیگی انسٹی ٹیوٹ کے دیئے گئے عشائیہ میں اسلامی قوانین پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ اس کے باعث عدالت میں مرد کی گواہی کے مقابلہ میں عورت کو آدھی حیثیت دی گئی ہے یہ اسی روزنامہ جنگ کی خبر ہے جسے پی پی پی کی دیوی جی نے اپنے اقتدار میں پونے تین کروڑ کے لگ بھگ اشتہارات دیئے اور آدھی عورت کی سرخی بھی جمائی روزنامہ جنگ میں ایک صاحب ہوا کرتے تھے وارث میر انہوں نے ایک کتاب بھی گھسیٹی تھی " آدھی عورت " خبر بھی ہے اور راوی بھی پالتو ہے لہذا پی پی کے چیلے اڑنے اور پھڑ پھڑانے سے باز رہیں گے مسئلہ یہ ہے کہ کونسی عورت آدھی ہے اور کونسی عورت آدھی رہ جائے گی ظاہر ہے جو عورت بے نظیر کے بتائے گئے نقشہ میں ہے وہی عورت آدھی ہے اسکی واضح وجوہات ہیں کہ اس کے چاہنے والے ایک سے زائد ہوتے ہیں وہ خود کسی ایک کی ہونے کے باوجود کسی کی نہیں ہوتی وہ جسم کی نمائش کرتی ہے وہ مردوں میں گھل مل کر رہنے کو ترجیح دیتی ہے وہ میک اپ کے ذریعے نمود حسن کی نت نئی ترکیبیں ایجاد کر کے مردوں کی توجہات کا مرکز بننا پسند کرتی ہے وہ اپنے کرائے کے حسن کی تعریف سن کر چلک چلک جاتی ہے وہ سماج میں خود مردار بنتی ہے اور مردوں کو گدھ بنا دیتی ہے وہ ایسا لباس زیب تن کرتی ہے جو اسکے آدھی عورت ہونے کی چغلی کھاتا ہے وہ ہزاروں نگاہوں میں کھیلتی ہے اس کا لباس' اس کا میک اپ' اس کا زیور' اس کا حسن' حتی کہ اسکا جسم بھی لوگوں کا ہو جاتا ہے جو لوگ اسے یہ سب کچھ دیدیں وہ اسکی ہے عورت کی آزادی اور حقوق کی آڑ میں ہذیان بکنے اور لکھنے والوں کو معلوم ہونا چاہئے جس عورت کے یہ لچھن ہوں وہ آدھی عورت ہے اور بے نظیر دیوی جی ایسی ہی آدھی عورتوں کی آدھی نمائندہ ہے وہ عورت جسے قرآن و حدیث نے ایک خاص رتبہ دیا ہے اور جس کی گواہی محدود کی ہے وہی پوری عورت ہے اور ماڈرن سولائزیشن کی ڈسی ہوئی زہریلی آدھی عورتیں ان پاکباز خواتین کی ہرگز نمائندہ نہیں جس کا اعتقاد محمد و شریعت محمدیہ پر لازوال اور غیر مشکوک ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) وہی عورت پوری اور باکمال عورت ہے بے نظیر' اندرا گاندھی اور تھیچر قسم کی عورتیں منٹو کی کالی شلوار ٹھنڈا گوشت اور کھولدو جیسی آدھی عورتیں ہیں جو عورت کلمہ پڑھنے اور قبول کرنے کے بعد اسمیں ترمیم' تنسیخ اور اضافوں کی بات کرتی ہے وہ عورت سنگترے کی قاش اور کیلے کی چھلی ہے جو سیم و زر میں ڈھلی ہے جس کا نہ کوئی وارث نہ ولی ہے

پیر پگاڑا اور سردار عبدالقیوم

پیر صاحب نایافت کی دلدل میں پھنسے ہوئے اور ہارے ہوئے جواریوں کی طرح پیشگوئیوں کے ماہر ہیں لیکن کبھی انہیں ابکائی آتی ہے تو وہ اسلام اور فقہ پر بھی دانت آزماتے ہیں گذشتہ دنوں آپ نے بھاشن داغا کہ " فقہ حنفی متنازعہ ہے " جی تو نہیں چاہتا کہ حضرت پیر صاحب کی ان بیانیہ شوخیوں پر گرفت کریں مگر بعض باتیں بہت ہی غلط اور حد سے متجاوز ہوتی ہیں پیر صاحب کی اس بات کا جواب تو یہ ہے کہ پیر صاحب کی باتیں بھی انہی کی طرح ہیں یعنی دین کے کام کی نہ دنیا کے کام کی پیر صاحب اور علم دونوں باہم ناواقف ہیں امام ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ رحمہم اللہ اور ان کی ۲۳ برس کی عظیم محنت و خدمت کہا ،گھوڑوں کے سم اور دم دیکھنے والے پیر صاحب۔ چہ نسبت خاک را باعالم پاک۔ اصل مسئلہ فقہ حنفی یا فقہ شافعی کا نہیں بلکہ اصل بات تو دین کے نفاذ کی ہے دائیں بازو والے ہوں یا بائیں بازو والے اس جرم میں برابر کے شریک ہیں کہ پاکستان میں

شریعت محمدی کا نفاذ نہ ہو کیوں کہ شریعت کے نفاذ سے پیر صاحب کے گھوڑے سندھ کے تانگوں میں جت جائیں گے اور پیر صاحب کو سجدہ میں گرنا ہوگا ورنہ ناک آؤٹ کردیئے جائیں گے ۔ سردار عبدالقیوم صاحب اپنی داڑھی اور تدین کی لاج رکھ کر نہیں بولتے بلکہ سیاسی مفادات اور اے کلاسیوں کی رعایت سے گفتگو کرتے ہیں وہ لوگ جو دینی اعمال و اخلاق کے باغی ہیں ان کی اصلاح چالیس برس میں تبلیغی جماعت جیسی مرنجان مرنج جماعت نہیں کر سکی جو منتوں اور ساجتوں سے دین کی طرف بلاتے ' دین پڑھاتے اور سکھاتے ہیں سردار جی کے پاس کونسی ایسی اخلاقی قوت ہے جس سے وہ آوارگان پاکستان کو ایک خاص سانچے میں ڈھال کر پھر شریعت نافذ کریں گے ؟ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ سب مغرور لوگ ہیں اور سیکولر ہیں جو دین کو انفرادی مسئلہ سمجھتے ہیں اور دین کی اجتماعیت کے قائل ہی نہیں ہیں پیپلز پارٹی ہو یا مسلم لیگ دونوں ابنوہ گروہ مجرمین ہیں خدا کے ہاں بھی اور بندوں کے ہاں بھی اور یہ ایسے دیدہ دلیر مجرم ہیں کہ ووٹ اسلام کے نفاذ کے لئے مانگتے ہیں اور کامیابی کے بعد مزید چالیس سال نفاذ شریعت کے لئے مانگتے ہیں اور ڈھٹائی کا یہ عالم ہے کہ قطعاً نہ ہچکچاتے ہیں نہ شرماتے بلکہ اپنے کرتوتوں پر اتراتے ہیں اسی تکبر' غرور' ڈھٹائی ' بے حیائی اور باطنیت کا نتیجہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی ' سندھ کی تباہی ' کراچی میں قتل و غارت گری اور صوبائیت کا عفریت ہے جو جوگی کی پٹاری میں پلنے والے سانپ کے بچے کی طرح پرورش پا رہا ہے جس کو قابو کرنے کا سردار صاحب کے پاس کوئی منتر نہیں ہے سردار صاحب راٹھور صاحب کو قابو نہیں کرسکے جو انہی کی زمین میں پل کر انہی پر مسلط ہے پورے پاکستان کو کیسے قابو کریں گے جہاں بہت سے جی ایم سید اپنی اپنی کچھار میں گھات لگائے بیٹھے ہیں پیر صاحب ' سردار صاحب اور موجودہ لیگی حکومت اگر دین کے لئے مخلص ہیں تو دین کے نفاذ کے لئے اپنی پوری توانائیاں صرف کردیں اور جان لڑا دیں ورنہ ان پر ہمارا چارج بالکل درست ہے !!!

شہداء ختم نبوت کانفرنس ربوہ

مارچ ۱۹۵۳ء میں مسلم لیگی حکمرانوں نے اپنے ۴۷ء کے وعدوں کو ایفاء کرنے کی نرالی مثال قائم کی اور ختم نبوت کے پروانوں کو گولیوں سے بھون ڈالا پاکستان کے مختلف شہروں میں شہید ہونے والے مسلمانان گلگوں قبا تیرہ ہزار کے لگ بھگ ناموس محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو گئے مجلس احرار اسلام نے ہی ختم نبوت کی تحریک چلائی اور اس تحریک میں شہید ہونے والوں کی یاد منانا بھی احرار کا فرض اولین ہے اور بحمد اللہ احرار اس فرض کو نباہ رہے ہیں امسال بھی ان شاء اللہ ۷ ـ ۸ مارچ کو ربوہ میں عظیم الشان دو روزہ کانفرنس منعقد ہو رہی ہے مجلس احرار اسلام کے اراکین و معاونین اور تمام مسلمان پوری شان و شوکت سے اسمیں شریک ہوں اور دشمنان رسول مرزائیوں پر اسلام کی دھاک بٹھادیں تمام شاخوں کے عہدیداروں کو ان باتوں کا اہتمام کرنا چاہئے کہ' وہ اپنے اپنے علاقہ میں شہداء ختم نبوت کی یاد میں جلسوں کا اہتمام کریں اس میں ربوہ کے اجتماع کی اہمیت عوام کو سمجھائیں اور زیادہ سے زیادہ احباب کو ساتھ لیکر تشریف لائیں' جلسہ کی تاریخوں سے دس روز پہلے ربوہ آنے والے ساتھیوں کی فہرست ملتان بھیج دیں' موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں ۔ جمعرات دس بجے تک ربوہ پہنچ جائیں ۔ تمام اراکین و معاونین احرار کی سرخ وردی پہن کر تشریف لائیں ۔ ہر جماعت احرار کے پانچ جھنڈے ہمراہ لائے

اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو ۔ آمین

ابوسفیان تائب
حاصل پور

قسط: ۱

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

ولادت اور ابتدائی حالات

بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ سال قبل ۶۰۸ء میں عرب کے مشہور معروف قبیلہ "قریش" کے نامور خاندان بنوامیہ میں "ابوسفیان صخر بن حرب" کے ہاں ایک فرزند ارجمند نے جنم لیا۔ پورے خاندان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ بچے تو سب ہی کی آنکھوں کے تارے ہیں، مگر کسے خبر تھی کہ خاندان بنوامیہ کا یہ چشم وچراغ ایک دن ۶۴ لاکھ ۶۵ ہزار مربع میل رقبہ پر پھیلی ہوئی سب سے بڑی اسلامی سلطنت کا خلیفہ وفرمانروا ہوگا؟ اور پھر چشم فلک نے دیکھا، دوستوں اور دشمنوں سمیت پورے عالم پر آشکارا ہوگیا کہ تدبیر وسیاست اور نظام امور سلطنت میں تاجدار مدینہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جلیل القدر اور پیارے صحابیؓ اور اسلامی خلافت کے نامور تاجدار کا کوئی ثانی نہیں۔

مکہ مکرمہ کی مقدس فضاؤں میں آسمان نبوت پر طلوع ہونے والے اس درخشاں ستارے کا نام نامی اسم گرامی "امیر المومنین امام المتقین خلیفۃ المسلمین سیدنا ومولانا حضرت امیر معاویہؓ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ تھا۔"

آپ کے والد ماجد حضرت ابوسفیانؓ مسلمان ہونے سے قبل ہی اپنے خاندان میں ممتاز حیثیت کے مالک تھے آپ قبیلہ کے معزز سرداروں میں شمار ہوتے تھے۔ آپ فتح مکہ کے دن اسلام لائے آپ کے مسلمان ہونے کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر خوشی ہوئی کہ آپؐ نے اعلان فرمایا "جو شخص بھی ابوسفیانؓ کے گھر میں داخل ہوجائے گا، اسے امن دیا جائے گا۔" اور پھر سیدنا ابوسفیانؓ کی بقیہ زندگی اسلام کی اشاعت وسربلندی کے لئے مجاہدانہ قربانیوں میں گزری۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ حنین اور غزوہ یرموک میں شرکت کی۔ محاصرہ طائف میں حیران کن خدمات سرانجام دیں۔ اسی غزوہ میں آپ کی ایک آنکھ اللہ کی راہ میں قربان ہوگئی۔ غرضیکہ دین اسلام کی خاطر سیدنا ابوسفیانؓ کی خدمات لائق تحسین وناقابل فراموش ہیں۔ حضرت ابوسفیانؓ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا سسر ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ سیدنا حضرت امیر معاویہؓ انہیں ابوسفیانؓ کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب صرف پانچ ہی پشت بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملتا ہے۔ بچپن ہی سے آپ میں امارت وسیادت، اولوالعزمی اور بلندی مرتبہ کے آثار نمایاں تھے۔ ابھی آپ لڑکپن ہی میں تھے کہ عرب کے ایک قیافہ شناس نے آپ کو گھٹنے کی حالت میں دیکھا تو بولا "میرا خیال ہے یہ لڑکا اپنی قوم کا سردار بنے گا۔" ایک مرتبہ آپ کے والد محترم حضرت ابوسفیانؓ نے آپ کی طرف دیکھا اور کہا! "میرا بیٹا بڑے سر والا ہے اور اس لائق ہے کہ اپنی قوم کا سردار بنے۔" آپ کی والدہ محترمہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا نے یہ سنا تو کہنے لگیں "صرف اپنی قوم کا؟ میں اس کو روؤں اگر یہ پورے عالم عرب کی قیادت نہ کرے۔" ماں باپ نے آپ کی تربیت خاص طور پر کی۔

بچپن بڑے ناز و نعم اور لاڈ پیار سے گزرا سرداروں اور رئیسں کے بچوں کی طرح آپ کی پرورش ہوئی۔ لڑکپن سے جوانی میں قدم رکھا تو..... شہسواری، سپہ گری، شعر گوئی، نسبی تفاخر اور آداب و اخلاق میں بھرپور دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔ والدین نے بھی آپ کی تربیت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ مختلف علوم و فنون سے آپ کو آراستہ کیا اور اس دور میں جب کہ لکھنے پڑھنے کا رواج بالکل نہ تھا اور سارے عرب میں جہالت کا اندھیرا چھایا ہوا تھا آپ کا شمار ان چند گنے چنے لوگوں میں ہونے لگا جو علم و فن سے آراستہ تھے اور لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ اسلام لانے سے قبل زمانہ جاہلیت میں بھی آپ اعلیٰ صفات کے مالک اور کریمانہ اخلاق کے حامل تھے۔ علامہ ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں "آپ اپنی قوم کے سردار تھے، آپ کے حکم کی اطاعت کی جاتی تھی اور آپ کا شمار مالدار لوگوں میں ہوتا تھا۔"

(البدایہ والنہایہ)

وہ دور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بھرپور جوانی کا دور تھا جب کہ باطل پرست مشرکین مکہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف شر انگیزی اور فتنہ سامانی کا طوفان برپا کر رکھا تھا، حتیٰ کہ کفار مکہ آپؐ کے قتل کے درپے رہتے تھے (نعوذ باللہ) لیکن سیدنا معاویہؓ پر یہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی انعام تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کا خیال تک بھی کبھی آپؓ کے دل میں نہیں آیا۔ جیسا کہ علامہ ابن کثیرؒ کی روایت ہے۔ "معاویہؓ کو اسلام سے کبھی عناد نہ تھا اور اس زمانے میں بھی جبکہ ان کے والد ابو سفیانؓ اسلام دشمنی میں پوری سرگرمی کے ساتھ مصروف تھے، حضرت معاویہؓ کو اس سے کوئی تعلق نہ تھا۔" (تاریخ کامل) یہی وجہ ہے کہ غزوہ بدر، احد، خندق وغیرہ میں حضرت معاویہؓ کفار کی جانب سے کبھی شریک نہ ہوئے۔ حالانکہ آپ اس وقت جوان تھے اور ان لڑائیوں میں آپ کے والد سالار کی حیثیت سے شریک ہوتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی محبت شروع ہی سے آپ کے دل میں اتر چکی تھی۔

قبول اسلام

قبول اسلام کے متعلق بروایت مشہور مؤرخ محمد ابن سعد، سیدنا معاویہؓ خود فرمایا کرتے تھے کہ "میں عمرۃ القضاء سے بھی پہلے اسلام لے آیا تھا، مگر مدینہ جانے سے ڈرتا تھا کیونکہ میری والدہ کہا کرتی تھیں کہ اگر تم گئے تو تمہارا جیب خرچ بند کر دیا جائے گا۔" (طبقات)

دربار رسالت سے وابستگی اور عہد رسالت میں دینی خدمات

اسلام کی حقانیت جو کہ آپ کے دل میں جاگزیں ہو چکی تھی ۷ھ کو عمرۃ القضاء کے موقع پر رنگ لائی۔ جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بغرض زیارت و عمرہ "حرم کعبہ" تشریف لائے ہوئے تھے۔

جب معاویہؓ اپنے والدین سے چھپ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور قبول اسلام کی سعادت حاصل کی۔ صحیح بخاری شریف اور مسند احمد بن حنبلؒ سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے کہ عمرۃ القضاء کے موقع پر حضرت معاویہؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کو اپنے ہاتھوں سے سلجھایا اور قینچی سے درست کیا۔ البتہ جب مکہ مکرمہ واپس گئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی طرح اپنے اسلام کو کسی پر ظاہر نہیں کیا۔ لیکن جلد ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو کھلم کھلا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضری کا موقع عنایت فرما دیا۔ فتح مکہ کے دن حضرت معاویہؓ اپنے والد محترم سیدنا حضرت ابو سفیانؓ کے ساتھ ہادی برحق حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو مسکرا اٹھے، مبارکباد دی اور اپنے قریب بٹھا لیا۔ اس وقت سیدنا معاویہؓ کی عمر پچیس سال تھی۔

حجاز میں سب سے معزز و ممتاز

قبیلہ "قریش" تھا اور قریش میں خاندان بنو ہاشم اور بنو امیہ کو جو عزت و شرافت اور بزرگی حاصل ہوئی وہ کسی اور خاندان کے حصہ میں نہ آسکی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم بنوہاشم میں سے ہوئے اور حضرت معاویہؓ بنوامیہ میں سے۔ ان دونوں خاندانوں کی باہمی محبت وقرابت کی روایات اتنی مضبوط اور متواتر ہیں کہ ان کا انکار ممکن نہیں۔ بنوہاشم کی طرح بنوامیہ بھی دعوت اسلام قبول کر کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار بنے اور دین اسلام کی اشاعت وسربلندی کے لئے بڑے بڑے حیرت انگیز کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ اس باب میں بنوامیہ کے فرزند جلیل سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔

اسلام کے سایۂ رحمت وعافیت میں آنے کے بعد بہت جلد ہی حضرت معاویہؓ نے دربار نبویؐ میں میں نمایاں مقام حاصل کر لیا۔ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں خصوصاً حنین، طائف اور یمامہ کی مہمات میں شرکت کی۔ بالخصوص طائف میں اپنے والد محترم سیدنا ابوسفیانؓ کے ہمراہ تبلیغ وجہاد کی اہم خدمات پیش کیں۔ اور آپ کے والد ماجد سیدنا ابوسفیانؓ نے طائف کے رئیس الاعظم ابن الاسود کو حلقہ اسلام میں داخل کرنے کا شرف حاصل کیا۔ سیدنا ابوسفیانؓ اور سیدنا معاویہؓ کی ان خدمات پر خوش ہو کر رحمت وسرور دوعالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کثیر مال غنیمت عطا فرمایا۔

(طبقات البدایہ والنہایہ)

فتح مکہ کے بعد ہجرت اور مواخات ختم ہو چکی تھیں لیکن حضرت معاویہؓ چونکہ فتح مکہ سے دو سال قبل اسلام قبول کر چکے تھے، اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہؓ کی مواخات حضرت حتات مجاشعیؓ سے قائم فرمائی۔ یہ وہ امتیازی وانفرادی خصوصیت وفضیلت ہے جو حضرت معاویہؓ کے سوا کسی اور کو نہ مل سکی۔

(ابن ہشام، ابن خلدون، اسد الغابہ)

دربار رسالت میں حضرت معاویہؓ کا مقام

سیدنا حضرت معاویہؓ کا تعلق پڑھے لکھے گھرانے سے تھا۔ آپ کے دادا "حرب" نے سب سے پہلے حجاز میں عربی خط جاری کیا۔ محدث ابو نعیم لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ بہترین کاتب اور خوشنویس تھے۔ مکہ مکرمہ سے آنے کے بعد سیدنا معاویہؓ مستقل طور پر خدمت نبویؐ میں رہنے لگے۔ آپ کی علمی پختگی اور اسلام سے والہانہ محبت کے باعث دربار رسالتؐ میں آپ کو خاص مقام حاصل ہو گیا اور جلد ہی آپ کو صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایسی مقدس اور خوش نصیب جماعت میں شامل کر لیا گیا، جسے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابت وحی کے کیلئے مامور فرمایا تھا۔ چنانچہ جو وحی آپؐ پر نازل ہوتی اسے قلمبند کرتے۔ اس اہم ترین خدمت کے انجام دینے والوں میں خلفاء راشدین اور بعض سابق الاسلام صحابہؓ بھی شامل تھے۔ مفتی حرمین الشیخ احمد بن عبداللہ طبری لکھتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرہ کاتب تھے۔ ان میں حضرت معاویہؓ اور حضرت زیدؓ سب سے زیادہ کام کرتے تھے (خلاصہ السیر) مصری فاضل حسن ابراہیم حسن نے لکھا ہے "یہ بڑی عجیب بات ہے کہ اگرچہ حضرت معاویہؓ دیر میں مسلمان ہوئے، تاہم متبعین رسولؐ میں ہیں۔ ایمان واخلاص میں بہت بڑھے ہوئے تھے۔ دعوت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی اور اس کی طرف سے مدافعت میں بہتوں سے آگے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان پر بڑا اعتماد تھا۔ آپؐ نے انہیں بلا کر کتابت وحی کی خدمات سپرد فرمائی۔ جسے حضرت معاویہؓ اتنے خلوص کے ساتھ سرانجام دیتے رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے دعا فرمائی

اللھم علم معاویۃ الکتاب والحساب وقہ العذاب

ترجمہ۔ اے اللہ معاویہؓ کو تحریر اور حساب سکھا اور اس کو عذاب سے بچا۔

(ابن عبدالبر، الاستیعاب، اعلام الاسلام)

کتابت وحی کے علاوہ جو خطوط وفرامین دربار رسالت سے جاری ہوتے، انہیں بھی حضرت معاویہؓ تحریر فرماتے اور خطوط ومراسلہ جات کی نگرانی وترسیل کا کام بھی آپ کے ذمہ تھا۔ اس طرح تاریخ اسلام میں صرف حضرت معاویہؓ ہی ایک ایسی عظیم اور خوش قسمت شخصیت ہیں، جنہیں سید الانبیاء فخر رسل حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی اور آفس سیکرٹری کے طور پر کام کرنے کا

شرف حاصل ہوا۔ جب تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بحیات رہے، حضرت معاویہؓ آپؐ کی خدمت سے جدا نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ سفر و حضر میں بھی خدمت کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کہیں چلے تو حضرت معاویہؓ بھی پیچھے پیچھے ہو لئے۔ راستہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کی حاجت ہوئی، پیچھے مڑ کر دیکھا! معاویہؓ لوٹا لئے کھڑے ہیں۔ آپؐ بہت متاثر ہوئے۔ چنانچہ وضو کیلئے بیٹھے تو فرمانے لگے "معاویہؓ! تم بادشاہ ہونا تو نیک لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا اور برے لوگوں کے ساتھ درگزر سے کام لینا۔" حضرت معاویہؓ کہا کرتے تھے کہ اسی وقت مجھے امید ہو گئی تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ضرور سچی ہوگی اور میں کبھی نہ کبھی خلیفہ ہو کر رہوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جامع الترمذی میں ہے کہ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دعا دی اور فرمایا

اللھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھد بہ

ترجمہ۔ اے اللہ معاویہؓ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا دیجئے اور اس کے ذریعہ سے لوگوں کو ہدایت دیجئے۔

مشہور صحابی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا۔

اللھم علمہ الکتاب ومکن لہ فی البلاد وقہ العذاب۔

ترجمہ۔ اے اللہ معاویہؓ کو کتاب اللہ کا علم دے اور شہروں میں اس کیلئے ٹھکانہ بنادے اور اس کو عذاب سے بچالے۔

(مجمع الزوائد منبع الفوائد)

نیز ایک اور روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر سوار ہوئے اور حضرت معاویہؓ کو اپنے پیچھے بٹھالیا۔ تھوڑی دیر بعد آپؐ نے فرمایا "اے معاویہؓ تمہارے جسم کا کون سا حصہ میرے جسم کے ساتھ مل رہا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، میرا پیٹ اور سینہ آپؐ کے جسم مبارک کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ یہ سن کر آپؐ نے دعا دی۔

اللھم املأہ علما

اے اللہ اس کو علم سے بھر دے۔

(تاریخ الاسلام حافظ ذہبی)

ان روایات سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ حضرت معاویہؓ کو دربار نبویؐ میں کیا مرتبہ حاصل تھا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کتنی محبت و شفقت فرماتے تھے۔

عہد خلفائے راشدین میں حضرت معاویہؓ کے مجاہدانہ کارنامے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے رحلت فرما جانے کے بعد حضرت معاویہؓ اور آپ کے والد محترم حضرت ابوسفیانؓ نے خلیفہ اول بلافصل سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں منافقین اور مرتدین کی شورش و بغاوت نے جب خطرناک صورت اختیار کرلی تو اس کے خلاف سب سے پہلی تلوار جس کی نیام سے باہر ہوئی وہ حضرت معاویہؓ کے چچا حضرت خالد بن سعیدؓ (اموی تھے)، اور ان کے بعد حضرت خالد بن ولید مخزومی۔ اس جنگ میں حضرت معاویہؓ نے حضرت خالد بن ولید کی قیادت میں بے مثال بہادری کے جوہر دکھائے اور بعض روایات کے مطابق مسیلمہ کذاب کو بھی حضرت معاویہؓ نے ہی قتل کیا تھا۔ حضرت معاویہؓ ان خوش نصیب مجاہدوں میں سے ہیں جن کو حضرت صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کی نگاہ انتخاب نے امت مسلمہ کی قیادت کیلئے چنا۔ امیرالمومنین سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے مشہور سپہ سالاران اسلام حضرت ابوعبیدہؓ ابن الجراح، حضرت خالد بن ولیدؓ، حضرت عمروؓ ابن العاص سے بھی پہلے حضرت معاویہؓ کے بھائی حضرت یزیدؓ بن ابی سفیانؓ رضی اللہ عنہ کو دس ہزار کے لشکر پر امیر الجیش مقرر فرما کر فتوحات شام کیلئے روانہ فرمایا۔ ان کی روانگی کے بعد دوسرا لشکر تیار کیا اور اسے حضرت معاویہؓ کی سرکردگی میں، حضرت یزیدؓ بن ابوسفیانؓ کی مدد کیلئے بھیجا۔ حضرت معاویہؓ حدود شام میں داخل ہوئے تو سب سے پہلے آپ کا مقابلہ "اردن" کے رومیوں سے ہوا،

جہاں آپ نے اپنی مجاہدانہ حربی صلاحیتوں کا بھرپور مظاہرہ کیا اور رومیوں کو شکست فاش دے کر فتح و نصرت کا پھریرا لہراتے ہوئے اسلامی لشکر سے جا ملے۔ علامہ بلاذری فتوح البلدان میں لکھتے ہیں "معاویہؓ نے کارہائے نمایاں پیش کئے اور وہاں اپنا بہترین اثر چھوڑا۔" اس کے بعد حضرت معاویہؓ نے "مرج صفر" کے معرکہ میں بڑی شجاعت و دلیری سے خدمت جہاد انجام دی اور آپ کے چچا حضرت خالدؓ بن سعید اموی اس جنگ میں شہید ہوئے تو ان کی شہرہ آفاق تلوار آپ کے قبضہ میں آئی۔ آپ نے "دمشق" کی فتوحات میں بھی حصہ لیا اور اس کے بعد اپنے بھائی یزیدؓ بن ابوسفیانؓ کے ساتھ شام کے چند مشہور قلعے "حید" و "عرفہ" کی طرف پیش قدمی کی' ان قلعوں کو فتح کرنے کے بعد دیگر چند علاقے جو رومیوں کے قبضہ میں گئے تھے انہیں چھین کر وہاں اسلامی سطوت و شوکت کا پرچم بڑی شان سے لہرا دیا۔ حضرت معاویہؓ کے ان کارناموں سے امیرالمومنین حضرت عمرؓ فاروق بہت متاثر ہوئے اور آپ نے خوش ہو کر انہیں "اردن" کا عامل مقرر فرما دیا۔ (فتوح البلدان)

ان فتوحات کے بعد امیرالمومنین سیدنا عمرؓ فاروق نے "قیساریہ" کی مہم سر کرنے کیلئے حضرت معاویہؓ کا انتخاب فرمایا۔ "قیساریہ" بحر روم کے ساحل پر بڑا عظیم الشان شہر تھا اس شہر کی عظمت کا اندازہ یوں لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے شہر پناہ پر ایک لاکھ آدمی رات میں پہرہ دیا کرتے تھے اور اس شہر کے تین سو بازار تھے۔

چنانچہ اس عظیم شہر کو فتح کرنے کے لئے حضرت معاویہؓ پندرہ ہزار کا لشکر لے کر میدان "قیساریہ" میں اترے۔ آپ کے مقابلہ میں دشمن ایک لاکھ ٹڈی دل لشکر لے کر نکلا۔ چونکہ حضرت معاویہؓ اول درجہ کے منتظم جنگ تھے' اس لئے آپ نے فوج کی ترتیب اس انداز سے کی کہ رومی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ غرضیکہ جنگ چھڑی' گھمسان کا رن پڑا' چند روز کی لڑائی کے بعد رومی پسپا ہو کر شہر بند ہو گئے۔ حضرت معاویہؓ نے آگے بڑھ کر شہر کا محاصرہ کر لیا۔ کچھ دنوں تک چھوٹی موٹی جھڑپیں ہوتی رہیں اور ہر بار رومی شکست کھاتے رہے۔

آخر ایک دن رومی بڑے جوش و خروش سے ایک لاکھ کا لشکر لے کر نکلے' بڑی خونریز جنگ ہوئی مگر مجاہدین اسلام کے جوش ایمانی اور جذبہ قربانی کے سامنے دشمن کی ایک نہ چلی یہاں تک کہ رومی میدان سے بھاگنے لگے۔ حضرت معاویہؓ نے بھاگتے ہوئے رومیوں پر ایک اور زوردار حملہ کیا جس سے ان کی رہی سہی قوت بھی ختم ہو گئی۔ اور حضرت معاویہؓ نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ چونکہ "قیساریہ" جنگی اعتبار سے ایک اہم مقام تھا' اس کی فتح سے گویا شام کی فتح مکمل ہو گئی۔ اس جنگ میں اسی ہزار رومی مارے گئے اس عظیم فتح کی خبر امیرالمومنین حضرت عمرؓ فاروق تک پہنچی تو..... زبان مبارک سے بے ساختہ "اللہ اکبر" کا نعرہ بلند ہوا۔ تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ اس فتح سے رومیوں کے دلوں پر حضرت معاویہؓ کی دھاک بیٹھ گئی اور پھر وہ سر نہ اٹھا سکے۔ (سیر الصحابہ ۶/۳۸)

۱۸ھ میں جب حضرت معاویہؓ کے بھائی حضرت یزیدؓ بن ابوسفیانؓ انتقال فرما گئے تو امیرالمومنین کو بہت صدمہ ہوا۔ آپ یزیدؓ سے بڑی محبت کرتے تھے کیونکہ وہ فتوحات شام میں بڑی نیک نامی اور شہرت حاصل کر چکے تھے۔ چنانچہ ان کی یاد تازہ رکھنے کیلئے امیرالمومنین حضرت عمرؓ فاروق نے ان کے بھائی حضرت معاویہؓ کو "اردن" کے ساتھ ساتھ "دمشق" کا عامل بھی بنا دیا اور سب سے زیادہ ان کی تنخواہ مقرر فرمائی۔ صاحب تاریخ الامت لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ میں سیاست' حسن تدبیر' امانتداری اور حلم' ایسی صفتیں تھیں کہ حضرت عمرؓ فاروق ہمیشہ ان سے خوش اور ان کے مداح رہے۔

"دمشق" کے عامل ہونے کے بعد حضرت معاویہؓ فلسطین کے ان علاقوں کی طرف بڑھے جو فتح ہونے سے رہ گئے تھے اس سلسلہ میں شہر "عسقلان" کی فتح تاریخی اہمیت کی حامل ہے جسے آپ نے بزور شمشیر فتح کر کے وہاں اسلامی پرچم سربلند کیا۔

"شام" کی مکمل فتح کے بعد حضرت معاویہؓ نے وہاں کے نظم و نسق کی طرف خاص توجہ کی اور وہاں کی سیاست و مملکت کی تعمیر و ترقی کیلئے ہر ممکن کوشش کی۔ ایک مصری

فاضل نے لکھا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت معاویہؓ شام کے والی ہوئے تو ان کا عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پر تھا۔ "اپنی دنیا کیلئے اس طرح کام کرو گویا تم ہمیشہ زندہ رہو گے اور اپنی آخرت کیلئے اس طرح عمل کرو گویا تم کل ہی مرجاؤ گے۔"

چنانچہ حضرت معاویہؓ اپنے تقویٰ و پرہیزگاری کے باوجود خوشحال لوگوں کی سی زندگی بسر کرتے تھے۔ جب امیرالمومنین سیدنا عمرؓ فاروق "دمشق" گئے تو معاویہؓ کی ظاہری شان و شوکت کو دیکھ کر فرمایا! "کیا تم کسرویت پر اتر آئے ہو؟" آپ نے عرض کیا "ایسا تو نہیں ہے....." دراصل بات یہ ہے کہ ہم ایسی سرحد پر ہیں جہاں دشمن کے جاسوس بکثرت ہیں۔ اس لئے یہاں ظاہری رعب و داب کی ضرورت ہے تاکہ کفار مرعوب رہیں۔ "یہ دیکھئے..... عباؤں کے نیچے تلواریں اب بھی موجود ہیں۔" سیدنا عمرؓ فاروق نے فرمایا "تم نے تو مجھے لاجواب کر دیا۔" (اعلام الاسلام ۲۷۹)

امیرالمومنین سیدنا عمرؓ فاروق اعظم آخر دم تک حضرت معاویہؓ سے خوش رہے اور انہیں منصب امارت پر فائز رکھا، اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فاضل جلیل مولانا احمد یار صاحب رضویؒ "امیر معاویہؓ پر ایک نظر" میں تحریر فرماتے ہیں کہ "حضرت معاویہؓ نہایت وجیہہ صحابی رسولؐ تھے۔ عمرؓ فاروق اور عثمانؓ غنی آپ سے خوش رہے حالانکہ عمرؓ فاروق نہایت محتاط اور حکام پر سخت گیر تھے۔ معمولی سے جرم میں حضرت خالدؓ بن ولید جیسے بہادر جرنیل کو معزول فرمادیا مگر حضرت معاویہؓ کو برقرار رکھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ آپ سے اتنے طویل دور حکومت میں کوئی لغزش سرزد نہ ہوئی۔"

سیدنا عمرؓ فاروق کی شہادت کے بعد ۲۴ھ میں حضرت عثمانؓ غنی خلیفۃ المسلمین بنے تو آپ نے حضرت معاویہؓ کی ذہانت و فراست اور حربی صلاحیتوں کو دیکھ کر انہیں پورے شام کا گورنر بنا دیا۔ حضرت معاویہؓ نے بھی اپنی بہترین صلاحیتوں کو کام میں لاتے ہوئے فتوحات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر کر دیا۔ اور آزمودہ کار جرنیلوں کو فوج کی کمان سپرد کی اور ان کو مختلف مقامات پر فوج کشی کا حکم دیا۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے طرابلس فتح ہوا، اس کے بعد ۲۵ھ میں خود حضرت معاویہؓ ایک لشکر جرار لے کر آگے بڑھے اور انطاکیہ، طرطوس، شمشاط اور ملطیہ تک کے علاقے فتح کرتے ہوئے عموریہ تک چلے گئے اور ان علاقوں کی فتوحات کے بعد یہاں نئی بستیاں بسائیں۔ متعدد قلعے تعمیر کرائے، فوجی چھاؤنیاں قائم کیں اور مسلمانوں کو ان علاقوں میں لا کر بسایا۔

سب سے پہلا اسلامی بحری بیڑہ

بہت کم لوگ اس بات سے واقف ہوں گے کہ اسلام میں بحری بیڑے کے پہلے موجد سیدنا حضرت معاویہؓ ہیں۔ ایک سیرت نگار لکھتا ہے کہ حضرت معاویہؓ کی فطرت عالمگیر تھی۔ ان کی ہمت عالی کا تقاضا یہ تھا کہ ایشیاء سے نکل کر یورپ اور افریقہ وغیرہ کو اسلام کے زیرنگیں کر کے اشاعت اسلام کی راہیں ہموار کی جائیں۔ اور یورپ و افریقہ پر حملہ ممکن نہ تھا جب تک کہ بحری بیڑہ نہ ہو۔ آپ کی دوراندیشی اور فراست ایمانی کا یہ فیصلہ تھا کہ اگر اسلام کو بحیثیت ایک نظام حیات دنیا پر غالب کرنا اور روم کی غیراسلامی شوکت و سطوت کو اپنے پاؤں تلے روندنا ہے تو اس کیلئے بحری بیڑہ وجود میں لانا ناگزیر ہے۔ چنانچہ آپ نے سیدنا فاروقؓ اعظم کے دور خلافت میں اس کا اظہار کیا۔ مگر بعض وجوہ کی بنا پر امیرالمومنین سیدنا عمرؓ فاروق نے اس کی اجازت نہ دی۔ پھر آپ نے عہد عثمانی میں اس پر اصرار کیا تو اجازت مل گئی اور ۲۸ھ میں پہلا اسلامی بحری بیڑہ روم میں اترا اور کچھ ہی دنوں بعد افریقہ و یورپ کی وسیع سرزمین پر اسلامی جھنڈا لہراتا ہوا نظر آیا۔

ابن خلدون لکھتے ہیں "حضرت معاویہؓ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے بحری بیڑہ تیار کرایا اور مسلمانوں کو اس کے ذریعے جہاد کی اجازت دی۔ پہلی بار بحری بیڑہ تیار کرانا حضرت معاویہؓ کی محض ایک تاریخی خصوصیت ہی نہیں بلکہ اس لحاظ سے نہایت عظیم سعادت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلا بحری جہاد کرنے والوں کے حق میں جنت کی بشارت دی تھی۔ چنانچہ امام بخاریؒ نے صحیح

البخاری میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرمایا ہے

اول جیش من امتی یغزون البحر قد اوجبوا

ترجمہ۔ میری امت کے پہلے لشکر نے ' جو بحری لڑائی لڑے گا اپنے اوپر جنت واجب کر لی ہے۔

۲۸ھ بمطابق ۶۴۹ء کو سب سے پہلا اسلامی بحری بیڑہ سیدنا حضرت معاویہؓ کی قیادت میں قبرص (سائرس) پر حملہ آور ہوا۔ اس غزوہ میں آپ کی رفیقہ حیات فاختہؓ بنت قرظ بھی تھیں اور حضرت ابو ایوبؓ انصاری' حضرت ابوذرؓ غفاری' حضرت ابو دردؓا' حضرت مقدادؓ رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ بھی حضرت معاویہؓ کے زیر قیادت شریک جہاد تھے۔ اس جنگ میں رومیوں کو شکست فاش ہوئی اور قبرص پر مسلمانوں کی فتح کا پھریرا لہرانے لگا۔ ۳۳ھ میں اہل قبرص نے معاہدے توڑ دیئے اس لئے دوبارہ جنگ کی نوبت آئی۔ اس وقت حضرت معاویہؓ نے سمندر میں جو بیڑے اتارے ان کی تعداد پانچ سو تھی۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت معاویہؓ کا بحری بیڑہ کتنا مضبوط تھا۔ فتح قبرص کے بعد حضرت معاویہؓ نے ______ شمشاط پر حملہ کیا اور اسے بھی دوبارہ فتح کرنے کے بعد وہاں پر ایک ہزار مجاہدین کا حفاظتی دستہ مقرر کیا۔ پے در پے شکستوں اور خصوصاً قبرص پر مسلمانوں کے قبضہ سے قیصر روم کے دل میں مسلمانوں کے خلاف انتقام کی آگ اور زیادہ بھڑک اٹھی تھی۔ مشہور افریقی علاقے تیونس' الجزائر اور مراکش قیصر کے زیر حکومت تھے۔ چنانچہ اس نے مسلمانوں سے انتقام لینے کیلئے بڑی زبردست تیاریاں کیں اور بقول ابن اثیرؒ قیصر روم نے اس سے قبل کبھی مسلمانوں کے لئے اتنا اہتمام نہ کیا تھا۔

اس کے جنگی بحری جہازوں کی تعداد چھ سو تھی۔ چونکہ قیصر خود اس لشکر کی قیادت کر رہا تھا' لہٰذا حضرت معاویہؓ بھی اس کے مقابلے پر نکلے۔ جب نصرانی اور مسلم بیڑے آمنے سامنے ہوئے تو سطح سمندر پر تلواریں چلنے لگیں اور اس قدر گھمسان کی جنگ ہوئی کہ سمندر کا پانی خون کی کثرت سے سرخ ہو گیا۔ رزم گاہ سے لے کر ساحل تک خون کی موجیں اچھلتی تھیں۔ آدمی کٹ کٹ کر سمندر میں گرتے تھے اور پانی انہیں اچھال اچھال کر اوپر پھینکتا تھا۔ آخر مسلمانوں کو فتح ہوئی اور قیصر شکست کھا کر بھاگا۔ حضرت معاویہؓ کا حوصلہ بڑھا ہوا تھا' آپ نے طرابلس اور لوبہ کے قلعوں پر بھی حملہ کر دیا اور انہیں بھی اپنے زیر نگیں کر کے واپس لوٹے غرضیکہ حضرت معاویہؓ اپنے زمانہ امارت تک رومیوں کا نہایت کامیاب مقابلہ کرتے رہے۔

شہادت عثمان رضی اللہ عنہ

یہودی النسل "عبداللہ ابن سبا" جو کہ بڑا مکار' عیار منافق اعظم تھا اور اسلام دشمنی میں بہت آگے بڑھا ہوا تھا۔ مسلمانوں کو آپس میں لڑانے اور امت مسلمہ میں انتشار وافتراق پیدا کرنے کیلئے اس نے امیر المومنین سیدنا عثمانؓ ذوالنورین کے خلاف سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلانا شروع کیا۔ آپؓ پر طرح طرح کے الزام لگائے اور اس طرح مطعون کیا کہ بہت سے سادہ مزاج مسلمان اور بعض صحابہؓ تک بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ چنانچہ اس بدفطرت شخص نے پہلے مصر میں اپنی تحریک چلائی پھر تمام صوبوں کا دورہ کرتا ہوا شام آیا اور وہاں کے سیدھے سادے مسلمانوں کو حضرت عثمانؓ کے خلاف بغاوت پر آمادہ کرنا شروع کر دیا۔ اس سلسلہ میں اس کی پہلی ملاقات مشہور صحابی حضرت ابوالدرداؓ سے ہوئی وہ قاضی شہر تھے' اس کی گفتگو سنتے ہی فرمایا "تو مجھے یہودی معلوم ہو رہا ہے"۔ چنانچہ اسی طرح "عبداللہ ابن سبا" منافقت کا لبادہ اوڑھے سیدنا عثمانؓ اور سیدنا معاویہؓ کے خلاف لوگوں میں بدگمانیاں پھیلاتا رہا اور انہیں کافر کہتا رہا۔ امامیہ مورخ صاحب رجال کشی لکھتے ہیں کہ ابن سبا پہلا شخص ہے جس نے عثمانؓ و معاویہؓ وغیرہ کو کافر کہا۔ حضرت معاویہؓ نے اس کو بلوایا اور ہر ممکن طریقے سے سمجھایا کہ وہ امت میں افتراق واختلاف پھیلانے سے باز رہے لیکن وہ باز نہ آیا اور ہر روز کوئی نہ کوئی فتنہ برپا کرتا رہا۔ آخر حضرت معاویہؓ نے اس کو شام سے نکال دیا اور

یہ دوسرے صوبوں میں پہنچا اور وہاں امیرالمومنین کے خلاف ہنگامہ آرائی شروع کر دی۔
(طبری ۲۹۷۹/۲/۳ ابن خلدون ۲۱۰/۴)

حالات جب زیادہ ہی خراب ہوگئے تو امیرالمومنین سیدنا عثمان غنی نے بزرگ صحابہؓ، عمال حکومت اور معززین قریش کو مشورہ کیلئے طلب فرمایا۔ چنانچہ حضرت معاویہؓ دمشق سے آئے اور امیرالمومنین کو مشورہ دیا کہ آپ ملک شام تشریف لے چلیں وہاں ہر طرح کا امن وسکون ہے۔ انشاءاللہ کوئی آپ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گا۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا "مجھے دیار نبی صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑنا گوارا نہیں۔" حضرت معاویہؓ نے کہا اچھا تو پھر اپنی حفاظت کیلئے ایک دستہ فوج کا مقرر فرما لیں۔ حضرت عثمانؓ نے جواب دیا "مجھے یہ بھی گوارا نہیں کہ میں فوجیوں کے ہاتھوں مسلمانوں کو اذیتیں دوں۔" یہ سن کر حضرت معاویہؓ رونے لگے اور یہ کہتے ہوئے باہر چلے گئے...... "امیرالمومنین مجھے اندیشہ ہے کہ باغیوں کے ہاتھوں آپ شہید ہو کر رہیں گے۔" حضرت عثمانؓ نے فرمایا "اگر اللہ تعالیٰ کی یہی مرضی ہے تو میں اس پر راضی ہوں۔"

بلوائیوں کی شورش روز بروز بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ امت مسلمہ میں قیامت تک کیلئے افتراق و اختلاف کی بنیاد بننے والا وہ افسوسناک دن آپہنچا اور ۱۸ ذی الحج ۳۵ھ میں امیرالمومنین خلیفہ ثالث صاحب حلم و حیا پیکر جود و سخا سیدنا مولانا حضرت عثمانؓ غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو انتہائی بے دردی و سفاکی سے شہید کر دیا گیا۔

سیدنا علیؓ المرتضیٰ اور سیدنا معاویہؓ کا اختلاف

سیدنا حضرت عثمانؓ کی دردناک اور مظلومانہ شہادت کے بعد سیدنا حضرت علیؓ المرتضیٰ چوتھے خلیفہ راشد ہوئے۔ آپؓ انتہائی نیک طبع، فرشتہ خصلت، پاک باطن اور سادہ مزاج بزرگ صحابیؓ تھے۔ آپ علم وعمل...... احسان و معرفت میں اتنے بلند مقام پر فائز تھے کہ آپؓ کے بعد آپ کا کوئی ثانی نظر نہیں آتا۔ لیکن افسوس کہ آپ کا انتخاب بڑے پر آشوب اور ہنگامی دور میں ہوا اور ان ہی لوگوں کے ہاتھوں ہوا جن کا دامن شہید مظلوم سیدنا عثمانؓ کے خون سے داغدار تھا۔ لاتعلین عثمانؓ کو سیدنا علیؓ المرتضیٰ کے گرد دیکھ کر صحابہؓ کی ایک بڑی جماعت میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی اور انہوں نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے تو بیعت کر کے توڑ دی اور خون عثمانؓ کے قصاص کے لئے آمادۂ بغاوت ہوگئے جس کے نتیجے میں جنگ جمل میں زبردست ٹکراؤ ہوا۔ جس میں ایک طرف ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھیں اور دوسری طرف امیرالمومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے۔ قصاص عثمانؓ کا مطالبہ چونکہ بڑی اہمیت رکھتا تھا اس لئے حضرت معاویہؓ خود اس مطالبہ کو لے کر اٹھے۔ مطالبہ بہت موثر تھا اس لئے صحابہؓ کی ایک بڑی جماعت حضرت معاویہؓ کے ساتھ ہوگئی۔ "عبداللہ ابن سبا" کی جماعت نے امیرالمومنین سیدنا علیؓ المرتضیٰ کے گرد گھیرا تنگ کر رکھا تھا اور وہ علیؓ و معاویہؓ کے درمیان اختلاف کی وسیع خلیج پیدا کر دینا چاہتے تھے، لہٰذا حضرت علیؓ المرتضیٰ کی تخت نشینی خلافت کے بعد سبائیوں نے ضد کی کہ حضرت معاویہؓ سمیت تمام عمال عثمانی کو معزول کر دیا جائے۔ حضرت مغیرہؓ بن شعبہ، حضرت ابن عباسؓ اور آپ کے فرزند ارجمند حضرت حسنؓ نے بھی عرض کی کہ حضرت معاویہؓ کو برقرار رکھئے تاوقتیکہ خلافت مستحکم ہو جائے لیکن حضرت علیؓ صاحب اجتہاد تھے انہوں نے حضرت معاویہؓ سمیت تمام عمال کی معزولی کا پروانہ جاری کر دیا۔

ایک جلیل القدر صحابی حضرت جریرؓ بن عبداللہ کو حضرت معاویہؓ سے حضرت علیؓ کی بیعت لینے کیلئے شام بھیجا گیا۔ جب وہ دمشق پہنچے تو وہاں کیا دیکھتے ہیں کہ دمشق کی جامع مسجد میں حضرت نعمانؓ بن بشیر انصاری کے ہاتھوں میں حضرت عثمانؓ غنی کا خون آلود پیراہن ہے اور ان کی زوجہ محترمہ حضرت نائلہؓ کے ہاتھ کی کٹی ہوئی انگلیاں ہیں۔ جنہیں دیکھ کر ساٹھ ہزار شیوخ شام کی داڑھیاں آنسوؤں سے تر ہیں اور وہ قسمیں کھا رہے ہیں کہ جب تک خون عثمانؓ کا انتقام نہ لے لیں گے ٹھنڈا پانی نہ پئیں گے۔ عیش و آرام سے دور رہیں گے یہ دردناک منظر

دیکھنے کے بعد حضرت جریرؓ واپس آئے اور حضرت علیؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا امیرالمومنین میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ شامی حضرت عثمانؓ کے غم میں مضطرب و بے قرار ہیں انہوں نے قاتلین عثمانؓ سے انتقام لینے کی قسمیں کھائی ہیں۔ یہ سن کر حضرت عثمانؓ کے قاتل مالک اشتر نخعی کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا اور بولا! "امیرالمومنین جریرؓ نے معاویہؓ سے گٹھ جوڑ کر لیا ہے میں جاتا تو معاویہؓ سے بیعت لئے بغیر واپس نہ آتا۔ اجازت دیجئے تو اسے قید کر دوں..... ؟" (اصابہ ۱/۲۴۲)

آخر مالک اشتر جیسے ساتھیوں کی شدت پسندی سے مجبور ہو کر حضرت علیؓ کوفہ سے اسی ہزار کا لشکر لے کر نکلے اور شام کی طرف بڑھے۔ حضرت امیر معاویہؓ کو جب یہ خبر ملی کہ حضرت علیؓ شام پر چڑھائی کیلئے آرہے ہیں تو یہ بھی اہل شام کی مدافعت کے لئے ستر ہزار فوج کے ساتھ آگے بڑھے اور میدان صفین میں دونوں فوجیں آمنے سامنے خیمہ زن ہو گئیں۔ حضرت معاویہؓ مدافعت کے لئے آئے تھے اور آپ کا مطالبہ صرف قصاص عثمانؓ کا تھا۔ بہرحال یہ افسوسناک اختلاف اور قتال ان مفسدین کی وجہ سے پیش آیا جو دونوں جانب غلط فہمیاں پھیلاتے اور جنگ کے شعلوں کو ہوا دیتے تھے۔ حضرت معاویہؓ کے موقف کی مکمل وضاحت البدایہ والنہایہ میں مذکور واقعہ سے بھی ہوتی ہے۔ علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ مختلف سندوں سے ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے اختلاف کے دوران حضرت ابومسلمؒ خولانی لوگوں کی ایک جماعت کے ہمراہ حضرت معاویہؓ کے پاس پہنچے تاکہ ان کو حضرت علیؓ کی بیعت پر آمادہ کر سکیں اور جا کر حضرت معاویہؓ سے کہا "تم علیؓ سے جھگڑ رہے ہو کیا تمہارا خیال یہ ہے کہ تم علم و فضل میں اس جیسے ہو؟" حضرت معاویہؓ نے جواب دیا "خدا کی قسم میرا یہ خیال نہیں' میں جانتا ہوں کہ علیؓ مجھ سے بہتر ہیں' افضل ہیں اور خلافت کے بھی مجھ سے زیادہ مستحق ہیں' لیکن کیا تم یہ بات تسلیم نہیں کرتے کہ عثمانؓ کو ظلماً شہید کیا گیا ہے اور میں ان کا چچازاد بھائی ہوں اس لئے مجھے ان کے خون کا قصاص اور بدلہ لینے کا زیادہ حق ہے۔ تم جا کر حضرت علیؓ سے یہ بات کہو کہ قاتلین عثمانؓ کو میرے سپرد کر دیں میں خلافت کو ان کے سپرد کر دوں گا۔" (البدایہ والنہایہ) حضرت علیؓ المرتضیٰ اور حضرت معاویہؓ کے لشکر آمنے سامنے تھے مگر فریقین میں سے کسی کی بھی خواہش نہ تھی کہ جنگ چھیڑی جائے۔ چنانچہ پہلے خط و کتابت کے ذریعہ گفتگوئے مصالحت ہوئی اور حضرت علیؓ کے ایک خط کے جواب میں حضرت معاویہؓ نے لکھا۔

"مجھے اس کا دعویٰ نہیں ہے کہ میں فضیلت و بزرگی میں آپ کے برابر ہوں' میں تو صرف قاتلان عثمانؓ کا طالب ہوں"

(اخبار الطوال ۱۰۳' شرح نہج البلاغہ)

خط و کتابت سے کوئی مثبت نتیجہ سامنے نہ آیا تو بعض مخلصین امت میدان مصالحت میں اترے۔ جن میں حضرت ابوالدرداءؓ اور حضرت ابوامامہؓ تھے۔ انہوں نے حضرت معاویہؓ سے کہا "علیؓ ہر بات میں تم سے افضل ہیں' تم ان سے جھگڑا کیوں کرتے ہو؟" حضرت معاویہؓ نے جواب دیا "ہمارا اور علیؓ کا جھگڑا صرف خون عثمانؓ کے قصاص کیلئے ہے۔" حضرت ابوالدرداءؓ نے کہا "کیا عثمانؓ کو علیؓ نے قتل کیا ہے؟" حضرت معاویہؓ بولے "قتل نہیں کیا ہے' تو قاتلوں کو پناہ تو دی ہے' اگر وہ قاتلین عثمانؓ کو ہمارے حوالے کر دیں تو ہم سب سے پہلے ان کی بیعت کرنے کو تیار ہیں۔" ایک روایت میں ہے کہ یا وہ خود قصاص لیں' ہم ان کی بیعت کر لیں گے (الدینوری ۱۹۱)

امیرالمومنین سیدنا حضرت علیؓ المرتضیٰ کی راہ میں بھی کچھ ایسی مجبوریاں حائل تھیں جن کی بناء پر آپ کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ بعض ہمدرد ساتھیوں نے حضرت علیؓ سے عرض کیا کہ امیرالمومنین آپ ان لوگوں کو سزا دے دیتے جنہوں نے عثمانؓ پر چڑھائی کی تاکہ معاویہؓ کا عذر ختم ہو جاتا۔ تو حضرت علیؓ نے فرمایا "بھائیو! میں اس معاملے کی نزاکت سے بے خبر نہیں ہوں' لیکن قاتلین کو سزا دینے کی طاقت کہاں سے لاؤں یہ سب تمہارے درمیان موجود ہیں اور جو کچھ چاہتے ہیں تم سے کرا لیتے ہیں۔ کیا ان سے انتقام لینے کی تم میں ہمت ہے؟" (نہج البلاغہ ۲/۱۴۰)

دراصل یہ لڑائی نہ تو حق وباطل کا معرکہ تھا اور نہ ہی دو دشمنوں کی جنگ تھی بلکہ یہ تو کچھ غلط فہمیاں تھیں اور کچھ منافقین کی چالوں نے دو بھائیوں، دو دوستوں کو ایک دوسرے کے مقابل لا کھڑا کیا تھا۔ اس بات کا اندازہ اس ایمان افروز خط سے لگایا جا سکتا ہے جو حضرت معاویہؓ نے ان ہی اختلافات کے دوران قیصر روم کو تحریر فرمایا تھا۔ روم کے بادشاہ قیصر نے عین اس وقت جبکہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کا اختلاف شباب پر تھا اور قتل وقتال کی نوبت آ رہی تھی، ان اختلافات سے فائدہ اٹھانا چاہا اور شام کے سرحدی علاقوں پر لشکر کشی کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت معاویہؓ کو اس کی اطلاع مل گئی تو آپ نے قیصر روم کو خط میں لکھا "مجھے اس بات کا علم ہوا ہے کہ تم سرحد پر لشکر کشی کرنا چاہتے ہو، اے لعین! یاد رکھو اگر تم نے ایسا کیا تو میں اپنے ساتھی (حضرت علیؓ) سے صلح کر لوں گا اور ان کا جو لشکر تم سے لڑنے کیلئے روانہ ہو گا میں اس کے ہراول دستے میں شامل ہو کر قسطنطنیہ کو جلا ہوا کوئلہ بنا کر رکھ دوں گا۔" جب یہ خط قیصر روم کے پاس پہنچا تو وہ اپنے ارادہ سے باز آ گیا اور لشکر کشی سے رک گیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ لوگ کفر کے مقابلہ میں اب بھی ایک جسم وجان کی طرح ہیں اور ان کا اختلاف سیاسی لیڈروں کا سا اختلاف نہیں ہے۔ (تاج العروس ۷/۲۰۸)

سیدنا حضرت معاویہؓ کا یہ خط اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آپ ذاتی نام ونمود اور اقتدار کی خواہش ہرگز نہ رکھتے تھے بلکہ حضرت معاویہؓ "اشداء علی الکفار رحماء بینھم" کی عملی تصویر بنے ہوئے تھے۔ بہرحال یہ افسوسناک اختلاف اور قتال پیش آیا، ۳۷ھ میں صفر کے مہینہ میں واقعہ صفین پیش آیا جس میں دونوں طرف بڑے بڑے اجلہ صحابہؓ وتابعینؒ شامل تھے۔ حضرت معاویہؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان یہ جنگ چار پانچ سال تک جاری رہی۔ آخر کار حضرت معاویہؓ نے خود حضرت علیؓ کو لکھا "خونریزی بہت ہو چکی، آیئے اس سے بہتر ہے صلح کر لیں، میرے پاس شام ومصر رہے اور آپ کے پاس حجاز ویمن، عراق وفارس اور کرمان رہیں نہ آپ مجھ پر حملہ کریں نہ میں آپ پر چڑھائی کروں۔" بات معقول تھی، حضرت علیؓ نے بخوشی تمام شرائط منظور کر لیں۔ معاہدہ صلح لکھا گیا اور دونوں فریق اپنے اپنے گھروں میں بیٹھ گئے۔ اور یوں رنجش ورقابت کا دور ختم ہو کر محبت ومودت کا دور شروع ہوا۔

(ابن اثیر ۳/۳۲۴، تاریخ اسلام ذہبی ۱/۳۵۶)

بے شمار روایات سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ سبائیوں کی فتنہ سامانیوں کے سبب ان بزرگوں میں اتفاقیہ طور پر جو رنجش وکشمکش ——— پیدا ہوئی تھی، وہ جلد ہی دور ہو گئی۔ اور ان میں رشتے ناطے ہونے لگے محبت واخوت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ شرح نہج البلاغہ کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت معاویہؓ نے فرمایا "ابوالحسن (حضرت علیؓ) پر اللہ کی رحمتیں ہوں وہ بندگی میں سابقین سے زیادہ ہوئے اور لاحقین کی مجال نہیں کہ ان کے درجہ تک پہنچ سکیں۔" اسد الغابہ کی ایک روایت میں ہے کہ کسی نے حضرت علیؓ کی شان میں ایسی بات کہی جس سے نفرت کا اظہار ہوتا تھا، حضرت معاویہؓ سننے کے بعد تاب نہ لا سکے بے ساختہ فرمایا کیا تو ان سے نفرت کرتا ہے جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "علیؓ میرے لئے ایسے ہیں جیسے ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کیلئے، سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔" یہ فرمانے کے بعد آپ نے اس کو دربار سے نکلوا دیا اور منشی کو حکم دیا کہ وظیفہ خواروں کے دفتر سے اس کا نام کاٹ دے اور اسی طرح جب حضرت علیؓ نے سنا کہ کچھ لوگ معاویہؓ کو کافر یا فاسق کہہ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا

"وہ میرے بھائی ہیں، کافر یا فاسق نہیں ہیں۔" اور مزید استیصال کیلئے ایک گشتی فرمان جاری کیا جس میں تحریر تھا کہ "ہمارے معاملہ کی ابتداء یوں ہوئی کہ ہمارا اور اہل شام (معاویہؓ) کا مقابلہ ہوا، اور ظاہر ہے کہ ہمارا اور ان کا خدا ایک، ہمارا اور ان کا نبی ایک، ان کا اور ہمارا اسلام یکساں، اللہ ورسول کی تصدیق میں نہ ہم اپنے کو ان سے زیادہ کہتے ہیں اور نہ وہ اپنے کو ہم سے زیادہ سمجھتے ہیں، معاملہ دونوں کا ایک ہی ہے۔ صرف خون عثمانؓ کے بارے میں ہم میں اور ان میں اختلاف ہوا اور ہم اس سے بری ہیں۔" (تاریخ نہج البلاغہ ۳/۱۲۵)

معاہدۂ صلح کے ایک سال بعد امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کے ایک باغی نے شہید کر دیا۔ حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت عمروؓ ابن العاص پر بھی حملہ ہوا مگر وہ بچ گئے۔ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد آپؓ کے بڑے صاحبزادے حضرت حسنؓ مجتبیٰ رضی اللہ عنہ جانشین خلافت ہوئے۔ مورخین لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ کا وقت رحلت قریب ہوا تو آپ نے حضرت حسنؓ کو وصیت کی "بیٹا! معاویہؓ کی امارت قبول کرنے سے نفرت نہ کرنا ورنہ باہم کشت و خونریزی دیکھو گے۔" (ابن کثیر ۸/۱۳۱' ازالۃ الخفا ۲/۲۸۳)

چنانچہ حضرت حسنؓ حضرت معاویہؓ سے لڑنا نہیں چاہتے تھے' اس لئے جب شیعان علیؓ نے معاویہؓ سے لڑنے کیلئے حضرت حسنؓ پر زور دیا تو آپ نے ان سے فرمایا "میرے والد ماجد مجھ سے فرما چکے ہیں..... معاویہؓ ایک دن خلیفہ ہو کر رہیں گے خواہ ہم کتنی ہی بڑی فوج لے کر ان کے مقابلہ کو نکلیں' لیکن غالب وہی رہیں گے کیونکہ مشائے خداوندی کو ٹالا نہیں جاسکتا۔" (الامامۃ والسیاست ۱/۱۷۶) امیرالمومنین حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی یہ بات سبائیوں کو پسند نہیں آئی وہ آپ کے دشمن ہوگئے اور کھلم کھلا آپ کو کافر اور مذلل المومنین کہنے لگے یہاں تک کہ مدائن میں آپ پر حملہ کیا' خیمہ لوٹا اور آپؓ کو نیزوں سے مارا۔ (استیعاب ۱/۳۳) پھر کیا ہوا.....؟ یہ دردناک واقعہ امامیہ مورخین کی زبانی سنئے۔ ملا باقر مجلسی اور علامہ طبرسی لکھتے ہیں "جب امام حسنؓ کو نیزہ مارا گیا تو آپ زخم کی تکلیف سے کراہ رہے تھے اور ایک مخلص زید بن وہب جہنی سے فرمارہے تھے کہ خدا کی قسم میں معاویہؓ کو اپنے لئے ان لوگوں سے زیادہ بہتر سمجھتا ہوں' جو اپنے کو میرا شیعہ کہتے ہیں۔ انہوں نے میرے قتل کا ارادہ کیا' میرا خیمہ لوٹا اور میرے مال پر قبضہ کیا۔ قسم بخدا میں معاویہؓ سے کوئی معاہدہ کر لوں جس سے میری جان اور میرے متعلقین کی حفاظت ہوجائے یہ بہتر ہے اس سے کہ شیعے مجھے قتل کر دیں یا میرے متعلقین ضائع ہوجائیں واللہ اگر میں معاویہؓ سے لڑتا تو یہ میری گردن پکڑ کر معاویہؓ کے حوالے کر دیتے۔ (احتجاج طبرسی ۱۴۸)

ایسی ناقابل برداشت اذیتیں اٹھانے کے بعد جناب امیرالمومنین سیدنا حسنؓ نے یہ فیصلہ کیا کہ اب والد گرامی کی وصیت کے مطابق معاویہؓ سے صلح کرلینا ہی بہتر ہے' چنانچہ آپ نے مشورہ کے لئے چھوٹے بھائی سیدنا حسینؓ اور بڑے بہنوئی ابن جعفرؓ کو طلب کیا۔ حضرت حسینؓ کو قدرے اختلاف تھا لیکن حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے صلح کرنے کی پرزور موافقت کی۔ حضرت معاویہؓ بھی اپنے دل میں آرزوئے صلح لئے ہوئے بے چین و بے قرار ہورہے تھے ان سے بھی نہ رہا گیا اور انہوں نے سیدنا حسنؓ سے پہلے ہی صلح کی تحریک پیش کردی۔ علامہ ابن حجرؒ فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ کا حضرت حسنؓ مجتبیٰ سے صلح کرنے میں پیش دستی کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ موصوف کو دل سے مسلمانوں کے ساتھ شفقت اور رعایا کے ساتھ بھلائی مقصود تھی۔ مورخین لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ نے ایک سادہ کاغذ پر اپنی مہر ثبت فرما کر حضرت حسنؓ کی خدمت میں بھیجا اور کہلایا کہ آپ جتنی شرطیں چاہیں اس پر لکھ دیں مجھے منظور ہے۔ چنانچہ حضرت حسنؓ نے اپنی شرطیں لکھیں جسے حضرت معاویہؓ نے بلا کسی ترمیم کے منظور کرلیا۔

(اخبار الطوال ۲۳۰' ابن عساکر ۴/۲۲۳)

سیدنا معاویہؓ کی خلافت پر اجماع امت

اس طرح جناب سیدنا حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہؓ کے ہاتھوں پر بیعت کرتے ہوئے منصب امارت وخلافت ان کے حوالے کر دیا۔ بعض اصحاب کی خواہش ہوئی کہ حضرت حسنؓ اس کا اعلان فرمادیتے تو بہتر ہوتا۔ چنانچہ حضرت حسنؓ کھڑے ہوئے اور لوگوں کے سامنے یہ خطبہ دیا۔

> "مسلمانو! میں نے حضرت معاویہؓ سے صلح کرلی ہے اور ان کو اپنا امیر اور خلیفہ تسلیم کرلیا ہے۔ اگر امارت اور خلافت ان کا حق تھا' تو ان کو پہنچ گیا..... اور اگر یہ میرا حق تھا تو میں نے ان کو بخش دیا۔"

(تاریخ اسلام از اکبر نجیب آبادی ۱/۵۵۴)

(باقی آئندہ)

جناب عاصی کرنالی

نعت

راحتِ جاں کہاں سے ملتی ہے
اُسی جانِ جہاں سے ملتی ہے

جو بھی نعمت ہے دو جہانوں کی
ایک ہی آستاں سے ملتی ہے

وہ سبھی کے نبی ہیں اسکی دلیل
ہر زمان و مکاں سے ملتی ہے

سبز گنبد کی رفعتیں، اللہ!
ایک حدِ لامکاں سے ملتی ہے

سیرۃ خاکِ طیبہ کیا ہو گی
صورۃ کہکشاں سے ملتی ہے

اب ہمارے چمن میں ہے وہ بہار
جس کی صورت خزاں سے ملتی ہے

جبکہ ہر خشک و تر کو شادابی
تیرے ابرِ رواں سے ملتی ہے

عشق بولا تو انکی نعت ہوئی
دل کی سرحد زباں سے ملتی ہے

میرے دل میں حضور بستے ہیں
یہ زمیں، آسماں سے ملتی ہے

تقریر: سید عطاء المحسن بخاری
ضبطِ تحریر: شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

صحابہؓ آبروئے رسولؐ ہیں!

ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہٗ نے ۴ محرم ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۸ راگست ۱۹۸۸ء کو دارِ بنی ہاشم ملتان میں مجلس مناقبِ اصحاب رسول علیہم الرضوان کے اجتماع میں یہ خطاب فرمایا! جسے افادۂ عام کے لئے قارئینِ کرام کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

(ادارہ)

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی وہ پسندیدہ مخلوق ہیں۔ جن پر ساری کائنات انسانیت میں سے چُنے ہوئے انسان کامل جناب سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیئیس برس محنت فرمائی اور ان تیئیس برسوں میں قرآن کریم کے وہ تمام القاب جو المتقون، المفلحون۔ الفائزون۔ الراشدون کے الفاظ ہمیں قرآنِ حکیم میں ملتے ہیں۔ صحابہ ان کا مکمل مصداق بنا دیئے۔ ایسا نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ پاک نے انسانوں کی جس بستی میں نازل کیا اور پیدا فرمایا۔ وہ انسانیت کی اعلیٰ اقدار سے نوازے گئے ہوں۔ انسانیت کی اعلیٰ اقدار اُس مخلوق پر فخر محسوس کرتی ہیں۔ وہ آفتاب و ماہتاب کی طرح تابندہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محنت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تزکیہ و تطہیر کا عمل صحابۂ کرام کی زندگی میں یوں جھلکتا ہے۔ اور یہی ان کی زندگی کا وہ لازمی حصہ بن گیا۔ جس طرح سورج اور چاند میں روشنی اُس کے وجود کا لازمی حصہ ہے۔ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان انسانوں کو مستقبل کے تمام انسانوں کے لئے رہنما، رہبر، مقتدا اور پیشوا کا درجہ دیا اور یہ محض سوکھے اور جھوٹے تقدس کی وجہ سے نہیں بلکہ عمل، جدوجہد، سعیٔ پیہم اور مسلسل کدوکاوش کی گھاٹیوں میں سے اُنہیں گزار کے۔ زندگی کے تمام پُرخطر مراحل

میں سے انہیں گزار کے تمام مشکلات و مصائب کی وادیوں میں انہیں آزما کے اللہ تعالیٰ نے یہ مقام انہیں عطا فرمایا جس طرح قرآن حکیم میں واضح طور پر یہ موجود ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ اللہ پاک نے فرمایا کہ دین کیلئے جس اخلاص کا میں طلب گار تھا۔ دین کے لئے جس قلبی ادب اور ضمیر کی تہوں میں پوشیدہ اخلاص کا جو میرا تقاضا تھا۔ میں نے اس اخلاص، اُس ادب، اُس محبت، اُس والہانہ پن، اُس شیفتگی پر صحابہ کو آزمایا۔ اِس نشان پر میں نے انہیں کسا۔ میں نے انہیں تلواروں کی دھار پر آزمایا۔ تیروں کی بوچھاڑ میں آزمایا۔ نیزے کی انی پہ آزمایا۔ آگ کے شعلوں سے گزارا۔ اُبلتے ہوئے تیل کے کڑاہوں میں انہیں بھنتا ہوا دیکھ کے آزمایا۔ اور ہر آزمائش کی ہر بھٹی میں آزمائش کے ہر لمحے میں، آزمائش کے ہر موقع پر، مصائب کے تمام دھاروں میں، مشکلات کی منجدھاروں میں۔ مَیں نے اپنے ان بندگانِ باصفا کو سچا اور پختہ پایا۔ اور پھر میں نے کہا کہ میں نے اُن کے دل کا امتحان لے کے انہیں متقی پایا اور کوئی شخص کہ جب تک کہ اُس کے دل کی اتھاہ گہرائی میں کسی نظریئے، کسی عقیدے اور کسی شخص اور کسی ذات کے ساتھ کامل محبت موجود نہ ہو۔ اور اس کے لئے مال کی قربانی تو ایک طرف زبان سے نکلنے والے لفظوں کی قربانی نہیں دیتا۔ لمحوں کی قربانی نہیں دیتا۔ اور انہوں نے لمحے، گھنٹے، دن، ماہ و سال، پَل پَل زندگی پوری، عزت و آبرو اور زندگی کی تمام رعنائیاں اور توانائیاں محمدؐ کی ایک صدائے حق پر نثار و قربان کر دیں اور قرآن نے اس کی گواہی دی ہے "کہ وہ اپنی جان پر دُکھ جھیل کے دوسروں کے لئے ایثار کا نمونہ ہمیشہ کرنے والے ہیں۔ وہ مال کے مسئلے میں ہو۔ جان کے مسئلے میں ہو۔ وفا کے مسئلے میں ہو۔ معیت میں اپنے آقا و مولا کے تحفظ کے مسئلے میں ہو۔ دین کی اقدارِ عالیہ کی حفاظت ان کی بقا، ان کے استحکام ان کے فروغ اور انسانیت کے دلوں میں اس کے اتارنے کا موقع ہو۔ کوئی موقع ایسا نہیں کہ جہاں محمدؐ کے ساتھیوں نے، غلامانِ محمدؐ نے، اصحابِ محمدؐ نے۔ محمدؐ کے تربیت یافتگان نے۔ محمدؐ کی تیئس برس کی کمائی نے۔ کہیں قدم پیچھے ہٹایا ہو۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت وگرنہ رائیگاں گئی۔ اگر وہ درست نہیں ہیں۔ اِس دَور میں۔ اِس دَور کے لوگ جو اپنے آپ کو بڑا جمہوریت پسند کہتے ہیں۔ حق پسند کہتے ہیں۔ حق گو کہتے ہیں۔ سچا سمجھتے ہیں۔ بڑا کھرا اور اکل کھرا اپنے آپ کو گردانتے ہیں۔ منواتے ہیں۔ ان کا یہ عالم ہے کہ ضیاء الحق جیسے انسان کے مرنے پر انہوں نے دیگیں پکا کے تقسیم

کیں ۔ تو انہیں لوگوں کو بلائیں اور کہا کہ اگر محرّم نہ ہوتا تو ہم ڈھول بجاتے، شادیانے بجاتے، طوطیاں بجاتے شادیانے بجا بجا کے لوگوں کو ہلکان کر دیتے ۔ یہ اگر اپنے جذبۂ شیعیت کے فروغ و ابلاغ کے لئے اتنی کراہت کے ساتھ اپنے اس عمل کو دہرا سکتے ہیں تو صحابہؓ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ ایک سچے جذبے کے ابلاغ کے لئے سچی باتوں کی بقا اور ارتقا کے لئے ان اعمالِ صالحہ، نبی کی سیرت کی بقا اور تحفظ کے لئے کہ جب نبی کی کل پونجی وہ لوگ تھے کہ جب نبی کی کل کمائی صرف وہ لوگ تھے ۔ نبی کی کمائی کوئی زمین نہیں تھی ۔ نبی کی کمائی کوئی مکان نہیں تھے ۔ نبی کی کمائی محض خاندان نہیں تھا ۔ نبی کی کمائی اس کائناتِ انسانی کے انسان تھے جن کی طرف وہ مبعوث کئے گئے اور کہا یا ایہا الناس ! اے انسانو! یہ نہیں کہا میرے خاندان والو! اے میری برادری والو! اے قریش ! اے بنی ہاشم ! بلکہ فرمایا ایہا الناس اے انسانو! کائناتِ انسانی ہیں ۔ نبی پر نازل کی گئی صفاتِ عالیہ کا منتقل کرنا نبی کا فرضِ منصبی ہے ۔ نبی صرف تسبیح کے دانے پر دانہ گرانا نہیں بتاتا ۔ بے شک یہ بھی بتاتا ہے آنکھ میں سرمہ لگانا بھی بتاتا ہے ۔ خوشبو پسند کرتا ہے ۔ خوشبو لگاتا ہے اور لگی ہوئی خوشبو سونگھ کے خوش ہوتا ہے ۔ مسواک کرنا سنت ہے لیکن اللہ کے راستے میں دانت شہید کروانا بھی سنت ہے، اللہ کے راستے میں جان وار دینا بھی سنت ہے ۔ بیٹی قربان کرنا سنت ہے ۔ وطن ۔ اس کی محبت کو قربان کرنا سنت ہے ۔ اللہ کی رضا کے لئے، اس کے دین کی بقا اور ارتقاء کے لئے اپنا سب کچھ نثار کرنا سنتِ رسول ہے ۔ اور جو سنت کے اس زاویے پر، اس معیار پر پورا نہیں اُتر پاتا وہ نبی کا تربیت یافتہ کیسے ہو سکتا ہے؟

نبی کے ذمہ ہے انہیں اس معیار پر لائے ۔ اور یہ ہر نبی کے ذمے ہوتا ہے ۔ ہمارے آقا و مولا سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، سیّد کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ذمے بھی یہی تھا کہ جس مقام پر آپ ہیں اسی مقام پر لے کے آؤ ۔ ابوبکرؓ، عمرؓ بھی، عثمانؓ بھی، علیؓ بھی، معاویہؓ بھی، ابوسفیانؓ بھی، یزیدؓ ابن ابوسفیانؓ بھی ۔ بنو امیہ، بنو سلیم، بنو تمیم ۔ تمام قبائلِ قریش ۔ جو مسلمان ہوا ۔ اُسے نبی نے اسی مقام پہ کھڑا کر دیا ۔ بلالِ حبشیؓ پر مصیبتیں، کلفتیں، آفتیں، بلائیں مہیب جبڑے کھول کے آتی ہیں ۔ تو ایسا نہیں کہ بلالؓ ڈگمگاتا ہے اور ایثار و قربانی کی اُس منزل سے پیچھے ہٹتا ہے

جاؤ کسی ایک کے متعلق بتاؤ کہ اس کے قدم ڈول گئے ہوں اس کی فکر میں لغزش آئی ہو۔ اُس کے پاؤں میں لرزش آئی ہو۔ کوئی دیکھو تو ـــــ کوئی ہے تو بتاؤ ـــــ محمدؐ کے پالے ہوئے، محمدؐ کے لاڈلے، محمدؐ کی تیئس برس کی کمائی دین کی آبرو ہیں، محمدؐ کی آبرو ہیں، آبروئے رسالت صحابہؓ سے قائم ہے صحابہؓ نہیں تو نبیؐ کی آبرو کی بحالی کی کوئی صورت نہیں۔ صحابہؓ آبروئے رسولؐ ہیں، صحابہؓ عزتِ رسولؐ ہیں، صحابہ عظمتِ رسولؐ کے زندہ گواہ ہیں ـــــ صحابہؓ تربیتِ رسولؐ کی شہادتیں ہیں۔

صحابہؓ نبیؐ کی تیئس برس کی جدوجہد، کدوکاوش کا اظہارِ واضح ہیں۔ عملی سیرت کا جلوہ ہیں، لمحہ لمحہ نبی کو چھپاؤ صحابہؓ سے وہ پالو۔ نبیؐ اوجھل ہو جائے، نبیؐ کا عمل صحابہؓ سے لے لو۔ قولِ نبیؐ، عملِ نبیؐ، سُننِ رسولؐ، فرائضِ رسولؐ احکامِ رسولؐ، رسول کی دینی سُنتیں، رسولؐ کی ذاتی عادتیں، رسُول کی پسندیدہ باتیں اور احکام کس سے لوگے؟ صحابہؓ کے سوائے کوئی ہے تو بتاؤ ـــــ؟ کائنات میں کون ہے جو ان امانتوں کو تم تک پہنچائے۔ نبیؐ کے دِل پر جو اُترا، نبی کی زندگی کا لمحہ لمحہ بول کر کہہ رہا ہے کہ قرآن مجھ پر نازل ہوا۔ اللہ مجھ سے ہم کلام ہوا۔ میری بات بات میں خدا بولتا ہے، میرا نطق ـــــ نطق ظاہری میرا ہے، نطق باطنی اللہ کا ہے ـــــ اور پھر اللہ قوی اُنہیں سپُرد کرتے ہیں، حضورؐ کے ـــــ جو قیامت تک کے انسانوں کے کام آنیوالی ہیں۔ اگر یہ امانتیں قوی و امین نے نہیں سنبھالیں، اگر یہ امانتیں دیانتداروں، پاکبازوں، دِل کے معصوموں اور عمل کے محفوظوں سے نہیں سنبھل سکیں تو پھر یہ کِس کے پاس ہیں؟ بتاؤ ـــــ؟ حضورؐ کی نجی زندگی، مجلسی زندگی، میدانِ جہاد کی زندگی، صُبح خیزی، سحر خیزی کی۔ آہِ نیم شب کی، ایک ایک گواہی صحابہؓ رسولؐ ہیں، قرآن کہتا ہے:

وکذالک جعلنٰکم امۃ وسطاً۔ | نبیؐ اُن پر گواہ، وہ نبیؐ پر گواہ ـــ!

وہ نبیؐ کی نبُوت کے گواہ، اور نبیؐ کے دامنِ عصمت میں پناہ لینے کے بعد نبیؐ اُن کے ایمان کے گواہ۔ اُن کے اعمال کے گواہ، اُن کے اخلاق کے گواہ، اُنکی ازدواجی زندگی (پرسنل لائف) کے گواہ، پبلک لائف میں گواہ، نبیؐ کی گواہی یہ ہے:۔ اولٰئک ھم الراشدون ـــــ اولٰئک ھم المفلحون ـــــ اولٰئک ھم الصّٰدقون۔

کیا نہیں کہا۔ نبیؐ نے اُن کے بارے میں۔ کہیں قرآن میں ایک آیت، ایک آیت کا کوئی ٹکڑا، ٹکڑے میں سے بھی کوئی سو جگہ تقسیم ہونیوالا کوئی مفہوم کہ جس میں نبیؐ نے یہ کہا ہو کہ میں نے محنت تو کی، لیکن میرے کام کچھ نہ آیا۔ یہ کمالِ نے نوازی ـــــ اقبال نے تو گلہ کیا ہے، نبیؐ نے گلہ نے نہیں کیا ـــــ نبیؐ مطمئن گیا ہے، ہمارے

آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اُمت تیار کی اور وہ اُمتِ غالبہ تھی ، اُمتِ مغلوبہ نہیں تھی ۔ نبی ؐ نے اُمتِ غالبہ چھوڑی ہے اپنے وِرثے میں ، اور وہ اُمتِ غالبہ قیامت تک کے اِنسانوں پر غالب ہے ۔ علم کے اعتبار سے ، حلم کے اعتبار سے ، عمل کے اعتبار سے ، تقوائے قلبی کے اعتبار سے ، صداقتِ لسانی کے اعتبار سے ، ایثار کے اعتبار سے ، قربانی کے اعتبار سے ، شوقِ شہادت میں آگے بڑھنے کے اعتبار سے اور میدانِ جہاد میں شہباز کی طرح جھپٹنے کے اعتبار سے ۔ کوئی لمحہ زندگی کا ایسا بتاؤ ، کہ نبی ؐ کے کہنے کے بعد اُنہوں نے ماضی کی طرف دیکھا ہو ــــ کہ میرے بچے ، میری جائیداد ، میرا مکان ، میری تجارت ، میرے اموال ، میرے تعلقات ، میرے اعزّا و اقربا رہ گئے ، یا رسول اللہ ! ہم موسیٰ ؑ کی اُمت کی طرح نہیں ہیں کہ موسیٰ ؑ نے اُنہیں سے کہا کہ تم آؤ ۔ اللہ کے راستے میں جہاد کرو ۔ اُنہوں نے کہا ، ہم تو یہاں بیٹھے ہیں ــــ تو جان اور تیرا خُدا ــــ جاؤ ، دونوں لڑو ۔ ہم اللہ کی بارگاہ میں اس بات کا عہد و اقرار کرتے ہیں کہ آپ مُنہ سے بات نکالیں ــــ اور ہم موسیٰ ؑ کی اُمتیوں کی طرح نہیں ۔ آپ کی اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈک مہیا کرنے کے لئے ، آپ کے عزائم کی تکمیل کے لئے اِس آگ میں کُود جائیں گے اور ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے اعزّا و اقربا کے بارے میں سوچنے کو تیار نہیں ہیں ۔ اُن کے ساتھ جو ہوگا سو ہوگا ۔ اب تو مقصد ہمارا آپ کی اطاعت ہے ۔ وہ اطاعت کرنے والے تھے ، رائے دینے والے نہیں تھے ۔ آج کے مسلمان کی طرح نہیں ، کہ دین دی گل ہے گی اے کیہڑی رائے لے لے (پہلے تو یہ دین کی بات پر میری رائے یہ ہے) آج کا نام نہاد مُسلمان جنگلی جانور ، وحشی ، سیاست کا جھنگا ڈھ ، کور بصر ، بدبخت و بدنصیب ۔ اقتدار کے سنگھاسن کا عاشق نامُراد ، سیاست کی چھوڑی ہوئی ہڈیاں چُوس چُوس کر غیروں کا کھا کر ، چبا کر ، غیروں کا دیا ہوا بول بول کر جھک مارنے والا سیاسی جانور یہ دین کے بارے میں رائے رکھتا ہے ۔ صحابہ ؓ نے نبی ؐ کے سامنے اپنی رائے نہیں رکھی ۔ بلیٰ یا رسول اللہ ، نعم یا رسول اللہ ! جہاں سرکار کے لب وا ہوئے اور وہ اطاعت میں سرگرم ہو گئے ۔ صحابہ نے کب اپنی رائے دی ہے ؟ کہاں دی ہے اپنی رائے ــــ درخواست کیا کرتے تھے ، رائے کا تصادم نہیں کرتے تھے ۔ گزارش کیا کرتے تھے یا رسول اللہ ، ایسے بھی ہو سکتا ہے ، ایسے بھی ہو سکتا ہے ــــ حضور ؐ فرما دیتے بس مَیں جو کہتا ہوں وہ دُرست ہے ۔ تو پھر تو " کسی کے ماتھے پر شکنیں نہیں اُبھریں ۔ اُس نے حزبِ اختلاف نہیں بنائی ۔ اپوزیشن کی کرسی ایشن نہیں بنا کی ۔ نامُرادی کی وَردی میں نہیں اُترا ۔ مُراد مندوں ۔ اِرادت مندوں ، عقیدت مندوں کی ٹولی کی ٹولیاں ، جوق در جوق ۔ فوج در فوج ۔ محمّد کے غُلام اطاعت کے پیکرِ بے کراں تھے ۔ اور آخر میں حضرت مولٰنا نورالحسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ کا فقرہ آپ کو سُناتا ہوں ۔ مولانا سیّد نورالحسن شاہ صاحب بخاری کو اِسی سامنے والے پلاٹ

میں تحریکِ طلبائے اسلام نے اُنہیں دعوت دی ، وہ تشریف لائے تو صحابہؓ کا مقام بیان کرتے کرتے وہ فرمانے لگے کہ قیامت کے دِن صحابہؓ اعمال کے بدلے میں نہیں تولے جائیں گے ۔ مَیں اور آپ دیوبندی اور بریلوی اہلِ حدیث، پیرانِ عظام ۔ اولیاء ۔ صوفیاء ۔ اتقیاء ۔ متکلمین و محدثین تمام طبقات کے لوگ یہ اپنے اپنے اعمال کے بدلے میں تولے جائیں گے صحابہؓ نبیؐ سے نسبت کے بدلے میں تولے جائیں گے ۔ ایک پلڑے میں نسبتِ رسولؐ رکھی جائے گی ۔ اور ایک پلڑے میں چوالیس لاکھ ، چار لاکھ ، ساڑھے چار لاکھ ، ڈیڑھ لاکھ ، دو لاکھ صحابہؓ رکھے جائیں گے ۔ نبیؐ کی نسبت کا پلڑا وزنی ہوگا ۔ سب کو اُٹھا کے جنت میں لے جائے گا ۔ اور یہی منصوص عقیدہ ہے ۔ اِس میں کوئی جھول ، کسی قسم کی کوئی مداخلت ، کسی قسم کی لیکن کہ اگرچہ مگرچہ —— چوں کہ چنانچہ —— لیکن کہ اگر —— نہیں قبول —— ابوبکرؓ بھی رسول اللہؐ کے گواہ ہیں —— معاویہؓ بھی رسول اللہؐ کے گواہ ہیں ۔ عمر ابن خطابؓ بھی رسول اللہؐ کی نبوت کے گواہ ہیں ۔ ابوسفیانؓ بھی رسول اللہؐ کی نبوت کے گواہ ہیں ۔ علی مرتضیٰؓ بھی رسول اللہؐ کی نبوت کے گواہ ہیں ۔ یزید ابن سفیانؓ بھی رسول اللہؐ کی نبوت کے گواہ ہیں ۔ حسنؓ و حسینؓ بھی رسول اللہؐ کی نبوت کے گواہ ہیں ۔ ابوموسیٰ اشعریؓ ، مغیرہ ابنِ شعبہؓ ۔ عمر ابنِ عاصؓ بھی رسول اللہؐ کی نبوت کے گواہ ہیں ۔ اِس نسبت میں سب مساوی ہیں ۔ یہ ایسی مساوی نسبت ہے جو ابوبکرؓ سے لیکر جنابِ سیدنا مروانؓ تک مساوی قائم ہے ۔ اِس نسبت میں سب برابر ہیں ۔ باقی درجات الاوّل فالاوّل جو پہلے آیا اُس نے پہلے پالیا —— غزوۂ بدر والوں کے درجات اُس عمل کی گھاٹی میں سے گزرنے کی وجہ سے بلند ہیں ۔ مکہ میں ہجرت سے پہلے صحابہؓ السابقون الاوّلون کی جماعتِ کاملہ ، مطہرہ ، مزکیٰ ہے ۔ اِس کی اوّلیت سابقیت کے اسباب کچھ اور ہیں ۔ وہ درجات اپنے اپنے دائرے میں قوت اور عمل کی زیادتی کی وجہ سے ہیں ۔ جس کا قرآن میں فیصلہ کیا گیا ہے ۔ اُس نسبت کے مساوی رشتے ، درجے کی وجہ سے عاقبت کا فیصلہ بھی مساوی ہے لیکن درجات اپنے اپنے ہیں ۔ حسنِ عاقبت کا وعدہ سب کے ساتھ ہے ۔ درجات میں ترقی اپنی اپنی کمائی پر موقوف ہے یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ابوبکرؓ تو راشد ہیں ، معاویہؓ راشد نہیں —— علیؓ راشد ہیں ، ابوسفیانؓ راشد نہیں ۔ فتحِ مکہ سے پہلے کے لوگ تو راشد ہیں ، اور فتحِ مکہ کے بعد کے لوگ راشد نہیں ۔ تم کون ہو ؟ یہ فیصلہ کرنے والے ، ججمنٹ تو قرآن کی ہے ۔ جج اللہ خود ہے ۔ جو قلوب پر نگہبان ہے ۔ تم ظاہر پہ نگہبان ہو ، اللہ دلوں پر نگہبان ہے ۔ وہ علیم ، خبیر ہے ۔ علیم بذات الصدور ہے ۔ اسی وجہ سے سرٹیفکیٹ اِشو کرتا ہے ۔ سندیں بانٹتا ہے ۔ تمغے دیتا ہے درجات عطا کرتا ہے ۔ عاقبت سنوارتا ہے ۔ نجات کا اعلانِ عام کرتا ہے ۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہمیں اِس سلسلے میں

قرآنِ حکیم کے اِس فیصلے کو مان کر اسے عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مان کر بیٹھنے والا مؤمن نہیں ہے۔ مان کر منوانے والا، سمجھا لے والا، پہنچانیوالا، سکھانے والا مؤمن ہے۔ کہ سُنّتِ رسولؐ یہی ہے کہ طریقۂ رسولؐ یہی ہے۔ شریعتِ رسولؐ یہی ہے۔ سیرتِ رسولؐ ہے کہ جو نبیؐ نے سکھایا، سُنایا، پڑھایا — تم سیکھو، سُنو، پڑھو، سمجھو، پھر آگے لے کر بڑھو۔ یہ آپ کے ذِمّے ہے، آپ میں سے ہر ایک آدمی کے ذِمّے ہے۔ ایک ایک آدمی جو یہاں تشریف لایا ہے۔ آپ کے ذِمّے ہے۔ آپ تک بات ہم نے پہنچائی ہے۔ اب آگے پہنچانا آپ کے ذِمّے ہے اور اِس راستے میں مُشکلات و مصائب آئیں، قبول کرو۔ اگر کوئی آدمی اپنے بیٹے کو روپوں، دَولت، سِکّوں کی جھنکار کی خواہش و لالچ کے عوض سکنڈے نیویا کنٹریز میں بھیج سکتا ہے۔ اُس کے فراق میں جَل کر کُڑھ سکتا ہے۔ بَرداشت کرتا ہے، صبر کرتا ہے۔ اگر کوئی آدمی اپنے بیٹے کو قُطب شمالی و قُطب جنوبی میں بھیج سکتا ہے۔ کہ وہاں روزی کے چانسز زیادہ ہیں۔ اور وہاں کے سِکّے کی قیمت پاکستانی سکّے کے مقابلے میں بتیس گنا ہے، چالیس گُنا ہے، پینتیس گُنا ہے۔ اِس پر صبر کرتا ہے۔ حوصلہ کرتا ہے۔ کُڑھن قبول کرتا ہے۔ آنسو بھی بہاتا ہے۔ لیکن یہ نہیں کہتا، بیٹا مت جاؤ۔ کہتا ہے جاؤ — تو کیا یہ دین کی باتیں پہنچاتے ہوئے نبیؐ کے طریقوں سے یہ دُبیز تہیں، تاریخ کے گرد و غُبار کی کاٹ کر پھینکنے کے لئے۔ اِس رَاستے کو اُجالا دینے کے لئے اِس راستے پر لوگوں کے غیروں کے ڈالے ہوئے جھوٹے پَردوں کو چاک چاک کرنے کے لئے اگر ہمیں مُشکلات کی وادی میں اُترنا پڑے، مَصائب جھیلنے پڑیں، مُشقّتیں برداشت کرنا ہوں، حتیٰ کہ موت کے مہیب جبڑوں میں بھی ہاتھ جاتا ہے تو جانے دیا جائے۔ اگر یہ منزل آجائے تو کیا یہ سَودا سَستا ہے کہ مہنگا — ؟ صِرف چند آدمیوں نے کہا ہے سَستا ہے آپ کے نزدیک مہنگا ہے۔ آپ اٹھارہ گھنٹے دُکان پر ایڑیاں رگڑ سکتے ہیں، مُلازمت کی چکّی میں جانوروں کی طرح پِس سکتے ہیں مُعاشی ریڑھی میں گدھے کی طرح جُت سکتے ہیں۔ اللہ کے راستے میں مُشکلات بَرداشت کرنے کا جذبہ کیوں نہیں پیدا کرتے۔ کہاں سے آئے گی ایسی مخلوقات، آسمان سے — کیا پھر کوئی نبی آئے گا۔ ؟ آپ اِس انتظار میں ہیں کہ آسمان سے کوئی انسان آئے گا۔ آپ اِس انتظار میں ہیں کہ کوئی غار میں چھپا ہوا نکل آئے گا، اور وہ آپ کی ڈُوبتی نیّا کو کنارے لگا دے گا — نہیں، اور ہرگز نہیں — آپ خود ذِمّہ دار ہیں۔

خبردار! تم سب ذِمّہ دار ہو اور اپنی اپنی ذِمّہ داری کے بارے میں جواب دِہ ہو۔!

جادۂ اعتدال

گزشتہ شمارے میں "جادۂ اعتدال" کی آخری قسط کی اشاعت کے وقت زیرِ نظر عبارت سہواً چھپنے سے رہ گئی تھی۔ ادارہ قارئین اور حضرت مولانا مدظلہٗ سے معذرت خواہ ہے۔ —— اس عبارت کو آخری قسط کی ابتداء کے طور پڑھا جائے —— (ادارہ)

اگر بالفرض نعمانی صاحب کی بات کو تسلیم کر کے اس روایت کو صحیح مان لیں تو پھر ادا تو یہ ہے کہ اس خط میں تصحیف کی گئی ہے غلط کی اصل عبارت میں "فاقبلوہ" کا لفظ تھا لیکن ان فتنہ پردازوں نے اس کو "فاقتلوہ" کے لفظ سے بدل دیا۔

وقیل اول فتنۃ وقعت فی الاسلام سببھا ذٰلک ایضًا وھی فتنۃ عثمان رضی اللہ عنہٗ فانہٗ کتب الذی ارسلہ امیرًا الی مصر اذا جاءکم فاقبلوہ فصحفوھا فاقتلوہ فجری ما جری۔

(تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی ص۱۸ ج۲، النوع الخامس والعشرون، شیخ جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی (المولود ۸۴۹ھ المتوفی ۹۱۱ھ)

کہا گیا ہے کہ پہلا فتنہ جو اسلام میں واقع ہوا اس کا سبب یہی تصحیف ہے اور وہ ہے حضرت عثمان کے خلاف سبائیوں کا فتنہ اس لئے کہ انہوں نے جس کو مصر کا امیر مقرر کر کے روانہ کیا تھا اس پروانہ میں انہوں نے لکھا کہ اس کو قبول کر لیجیو! لیکن فتنہ پرداز لوگوں نے اس میں تصحیف کر کے لفظ فاقبلوہ کو فاقتلوہ سے تبدیل کر دیا۔ اس پر جو فتنہ قائم ہونا تھا وہ ہوا۔

نصر اللہ خاں (کراچی)

کشمیر — آغاز کا انجام

مقبوضہ کشمیر میں جو آزادی کی تحریک چلی ہے تو وہ آج یا کل کی بات نہیں ہے۔ اس کا آغاز اس وقت ہوا، جب فرنگی حکمرانوں نے اسے ڈوگروں کے ہاتھ بیچ ڈالا تھا۔ وادیٔ کشمیر میں ڈوگروں کی حکومت کے راج میں کشمیری مسلمانوں پر جو ظلم و ستم توڑے جا رہے تھے۔ کالم نویس نے وہ اپنی گنہگار آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ کشمیری مسلمان، جو بھاری اکثریت میں تھے، تو ان کی حالت سے کشمیری ڈوگرہ حکمرانوں کے ڈھور ڈنگر کی حالت بہتر تھی۔ یہ پھلوں کی کاشت کرتے، لیکن اپنے ہی باغ کے پھل کھانا ان پر حرام تھا۔ انہیں اپنے جانوروں کی چرائی کے لئے چرائی ٹیکس بھی دینا پڑتا۔ مزدوروں کشمیری بیگار میں پکڑے جاتے۔ عورتوں کی عصمتیں محفوظ نہیں تھیں۔ ڈوگرہ حکمراں موج مزے اڑاتے۔ اور کشمیری عوام کو تن ڈھانپنے کے لئے گز بھر لٹھا اور ایک وقت کی روٹی بھی نہیں ملتی۔ غرض کے کشمیری عوام کو ڈوگرہ حکمراں اپنی ذاتی ملکیت سمجھتے تھے۔

اور پھر ۱۹۳۲ء میں چوہدری غلام عباس مرحوم نے کشمیر میں کشمیری مسلمانوں کو ڈوگرہ شاہی کے آہنی پنجے سے چھٹکارا دلانے کے لئے مسلم کانفرنس کی داغ بیل ڈالی اور شیخ محمد عبداللہ بھی علی گڑھ سے تعلیم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد ان کے ساتھ آملے۔

کشمیری مسلمانوں کو اتنا دبا دیا گیا تھا کہ وہ اپنے سائے سے بھی ڈرتے تھے۔ انہیں بزدل ہونے کے طعنے بھی دیئے جاتے اور پھر جب ڈوگرہ راج میں کشمیری مسلمانوں پر ظلم و ستم انتہا کو پہنچ گیا تو پنجاب کے مسلمانوں نے ڈوگرہ راج کے خلاف اپنے کشمیری بھائیوں کی ہمدردی اور حمایت میں تحریک چلائی۔ علامہ اقبال نے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ وہی اس تحریک کے محرک اور رہنما بھی تھے، لیکن جب علامہ کے علم میں یہ بات آئی کہ کشمیر میں قادیانی تبلیغ کرنے کی غرض سے اس تحریک میں حصہ لے رہے ہیں۔ اور شیخ عبداللہ کو تحریک چلانے کے لئے، انہوں نے لاکھوں روپے دیئے ہیں، تو علامہ اس تحریک سے الگ ہو گئے۔ اور شیخ عبداللہ کے بارے میں یہ کہا جانے لگا کہ وہ خود بھی قادیانی ہیں، تو انہوں نے لاہور کے ایک جلسے میں یہ اعلان کیا کہ وہ قادیانی نہیں ہیں۔ جہاں تک کہ قادیانیوں سے مالی امداد وصول کرنے کا تعلق ہے، تو وہ ضرورت کے تحت مصلحتاً لیا گیا ہے۔ اور پھر مجلس احرار اسلام نے یہ تحریک چلائی۔ مجلس احرار کے سرفروش دریائے جہلم میں کود گئے اور کشمیر کی سرحد میں داخل ہو گئے۔ مشہور افسانہ نگار اور ناول نویس مسز عبدالقادر، ملک کے ممتاز شاعر سراج الدین ظفر مرحوم کی والدہ نے، جس کے ساتھ ان کی ایک بچی اور ایک بچہ (کرنل ہمایوں) بھی تھا، جہلم میں ایسی جوشیلی اور جذباتی تقریریں کیں کہ جہلم کے بھی بہت سے مسلمان کشمیر کی سرحد میں داخل ہو گئے، لیکن ڈوگرہ حکومت کے جبر و ستم میں کوئی فرق نہ آیا اور پھر سب نے یہ دیکھ ہی لیا کہ کشمیر کے ڈوگرہ راجہ نے پاکستان کو دھوکے میں رکھ کر اپنے سے بھی بڑی ڈوگرہ شاہی حکومت کی فوج کو اپنی مدد پر بلالیا۔ اور پھر اس حکومت نے، جس نے اپنی فوج کو کشمیر میں امن و امان قائم کرنے کے لئے بھیجا تھا، جب راجہ کشمیر سے استعفیٰ طلب کر لیا۔ اور کشمیر کو بھارت کا اٹوٹ رنگ بنا ڈالا۔ اور اب ہم اپنے کشمیری بھائیوں کے لئے جو زندہ ہیں' دعائے خیر کرنے اور جو شہید ہو چکے ہیں، ان کے لئے دعائے مغفرت کرنے، یا جلسے جلوس کرنے کے سوا اور کیا کر سکتے ہیں۔ تو وہ کر رہے ہیں۔ بھارتی حکومت نے کشمیریوں پر حملہ کرنے ہی امریکہ اور دوسرے چھوٹے بڑے ملکوں کو یہ بتانا شروع کر دیا تھا کہ شملہ معاہدے کے مطابق اور کشمیر میں بار بار الیکشن کروانے کے بعد کشمیر بھارت کا حصہ بن چکا ہے۔ اور پاکستان اس کے داخلی معاملات میں مداخلت کر رہا ہے اور کشمیر میں پاکستان کے دہشت گرد داخل ہو گئے ہیں، لیکن پاکستان کی حکومت نے اس مسئلہ پر کسی ملک سے سفارتی تعلقات قائم نہیں کئے۔ اور کسی بین الاقوامی فورم میں کشمیر کا مسئلہ نہیں اٹھایا۔

پروفیسر محمد سلیم میر

کون انکار کر سکتا ہے؟

لاہور کے صحافتی حلقوں میں پروفیسر صاحب کا نام محتاجِ تعارف نہیں ——— وہ "نوائے وقت" میں اداراتی شذرات اور "سرِ راہے" لکھتے ہیں ———

پروفیسر صاحب ضلع گجرات کے قصبے جلال پور جٹاں میں ۱۹۲۵ء میں پیدا ہوئے، جہاں اُن کے بزرگ کشمیر سے مہاجر ہو کر آن بسے تھے۔ قیام پاکستان کے وقت اُن کی عمر ۲۲ سال تھی۔ یُوں آزادی کے سفر کی بہت سی یادیں ان کے حافظے کا حصہ ہو گئیں۔ ہفت روزہ "زندگی" لاہور (۲۴ تا ۳۰ نومبر ۹۰ء) میں خالد ہمایوں نے انکی بہت سی یادیں محفوظ کر دی ہیں۔ ان کی گفتگو کا ایک اہم اقتباس .... کہ اس میں پروفیسر صاحب انٹرویو کی صورت میں ساٹھ برس پہلے کی کبھی نہ "بھلائی جا سکنے" والی یادیں تازہ کر رہے ہیں .... پیشِ خدمت ہے۔ (ادارہ)

اس وقت مسلمانوں میں سیاسی شعور جاگ رہا تھا۔ یہاں کوئی منظم تحریک نہ تھی۔ البتہ مجلس احرار اسلام مسلمانوں کے درمیانے طبقے کی ایک جماعت تھی۔ اسے ایثار پیشہ کارکن میسر تھے۔

تحریک کشمیر (۱۹۳۱ء) میں مجلس احرار اسلام کا کردار ہماری تاریخ آزادی کا نہایت روشن باب ہے۔ ہمارے قصبے میں تحریک کشمیر کا بہت بڑا کیمپ تھا۔ سیالکوٹ کی طرح یہاں سے بھی مسلمانوں کے جتھے گرفتاریاں دینے کے لئے کشمیر کی طرف جاتے تھے۔ پنجابی شاعروں کی گرما دینے والی شاعری نے سینوں میں جہاد کا جذبہ بیدار کر دیا تھا۔ گلی گلی میں یہ گیت گونجتا تھا "چلو بھائیو کشمیر، جنت ملدی اے۔" ہمارے ایک مقامی شاعر محمد شریف شعلہ واقعی شعلہ بیان تھے۔ ان کی نظموں میں بہت تاثیر تھی۔ وہ سٹیج پر نمودار ہوتے تو سامعین کے چہرے تمتما اٹھتے۔

احرار کے سربراہ حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ بھی گجرات کے رہنے والے تھے۔ لاہور ان کے ددھیال تھے۔ وہ اکثر جلالپور آتے تھے۔ اس دور میں مجھے ان کی پرجوش تقریریں سننے کا بارہا اتفاق ہوا۔ شاہ جی واقعی برصغیر کے بے مثل خطیب تھے۔ ایک دفعہ مجھے ان کے ساتھ سفر کرنے کا بھی اتفاق ہوا۔ یہ ۱۹۴۳ء کی بات ہے، میں فوج میں بھرتی ہونے کے لئے ایبٹ آباد جا رہا تھا۔ گجرات سے ریل کے انٹر کلاس ڈبے میں سوار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ شاہ جی ہجوم عاشقاں میں گھرے بیٹھے ہیں۔ ہندو سکھ اور مسلمان، تینوں قوموں کے لوگ ان کے ارد گرد جمع تھے اور بات چیت ہو رہی تھی۔ میرا بھی ان سے تعارف ہوا۔ فرمانے لگے "میرا بھی آبائی علاقہ گجرات ہے۔" شاہ جی ایبٹ آباد جا رہے تھے، وہاں احرار کی کانفرنس ہو رہی تھی۔ گاڑی کا ڈبہ سواریوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ شاہ جی پان سے شغل فرما رہے تھے۔ ان کا سرخ و سپید پُر جلال چہرہ آج بھی اسی طرح میری نگاہوں کے سامنے ہے۔ ایبٹ آباد جانے کے لئے حویلیاں اترنا پڑتا تھا۔ میرے ساتھ اس وقت میرے شہر کے ایک دوست صوبیدار غلام حسین بھی تھے۔ شاہ جی نے ہمیں کانفرنس میں شمولیت کی دعوت دی لیکن وقت کی تنگی کے باعث ہم کانفرنس میں شرکت نہ کر سکے۔ لاہور کے دہلی دروازے کے باہر بھی میں نے شاہ جی کے خطابتی معرکے دیکھے ہیں۔ ——— شاہ جی اور ان کی جماعت مسلم لیگ کے ہمنوا نہ بن سکے لیکن آزادی کے لئے ان کی خدمات سے کون انکار کر سکتا ہے۔

مُسلمانوں کی عالمی کمزوری

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْشِكُ الْاُمَمُ اَنْ تَدَاعٰی عَلَیْكُمْ كَمَا تَدَاعَی الْاَكَلَةُ اِلٰی قَصْعَتِهَا فَقَالَ قَائِلٌ وَّمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ یَوْمَئِذٍ قَالَ بَلْ اَنْتُمْ یَوْمَئِذٍ كَثِیْرٌ وَّلٰكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّیْلِ وَلَیَنْزِعَنَّ اللّٰہُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَیَقْذِفَنَّ فِیْ قُلُوْبِكُمُ الْوَهْنَ قَالَ قَائِلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الْوَهْنُ قَالَ حُبُّ الدُّنْیَا وَكَرَاهِیَةُ الْمَوْتِ ۝

(مشکوٰۃ باب تغیّرِ الناس ص۴۵۸) — (رواہ ابوداؤد)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عنقریب قومیں تمہیں ختم کرنے کے لئے اس طرح اُمنڈ پڑیں گی جس طرح بھوکے مُفت کے طعام پر ٹوٹ پڑتے ہیں کسی نے سوال کیا کہ قلتِ تعداد کی وجہ سے ہماری یہ حالت ہو جائے گی — ؟ تو فرمایا (نہیں) بلکہ اُس زمانے میں تم تعداد میں بہت زیادہ ہو گے لیکن سیلاب کے جھاگ کی طرح تمہارا کچھ وزن نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دُشمنوں کے سینوں سے تمہارا رُعب اُٹھا دے گا اور تمہارے دِلوں میں کمزوری پیدا ہو جائے گی۔ عرض کیا گیا کہ وہ کمزوری کیا ہے ؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"دُنیا کی مُحبّت" اور "موت کا خوف"

المرسل :- "خاموش مُبلّغ" محلہ سادات — ملتان

حکیم محمود احمد ظفر

آخری قسط

سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ

چنانچہ جب ان لوگوں نے آپ کو زیادہ تنگ کیا تو ایک روز آپ کے منہ سے یہ الفاظ بھی نکل گئے ۔ فرمایا۔
قاتلکم اللہ ، لقد ملأتم قلبی قیحاً و شحنتم صدری غیظاً
اللہ تعالیٰ تمہیں ہلاک کرے ، تم نے میرے دل کو غم کی پیپ سے بھر دیا اور میرے سینہ کو غصہ سے
(نہج البلاغۃ ص 47)

ایک روز آپ سخت کبیدہ خاطر تھے۔ اور اپنے ان ساتھیوں اور لشکریوں کا جنہوں نے پہلے تو جنگ جمل اور جنگ صفین میں اپنوں سے لڑایا۔ لیکن اب معاہدہ تحکیم کے بعد جب اپنی سازشوں کو کامیاب ہوتے نہ دیکھا تو آپ کا ساتھ چھوڑ دیا ۔ سیدنا علی نے ان الفاظ میں شکوہ فرمایا

" ولقد زعمت قریش ان ابن ابی طالب شجاع ولکن لاعلم لہ بالحروب ، تربت ایدیہم وھل فیہم اشد مراساً لھا منی؟ لقد نھضت فیہا و ما بلغت العشرین وھا انا ذا قد اربیت علیٰ نیف و ستین ولکن لارائی لمن لایطاع "

قریش سمجھتے ہیں۔ کہ ابوطالب کا بیٹا بہادر تو ہے۔ لیکن جنگی علوم و فنون سے ناآشنا اور نابلد ہے۔ خاک آلود ہوں ان کے ہاتھ ، کیا ان میں کوئی مجھ سے زیادہ ماہر ہے۔ میں تو جنگوں میں اسوقت پڑا تھا جب میری عمر ابھی بیس برس کی بھی نہ تھی۔ اور اب میں زندگی کی (60) منزلوں سے بھی تجاوز کر چکا ہوں۔ لیکن جس کی کوئی اطاعت نہ کرے اسکی رائے کی کیا قیمت ہو سکتی ہے۔

(مروج الذہب جلد 2 ص 62 اخبار الطوال ص 212 کتاب الاغانی جلد 15 ص 43 حلیۃ المتقین باب 4 فصل 12 ص

جنوری ۹۱ء کے شمارہ میں ص۲۲ پر مندرجہ ذیل پیراگراف کا حاشیہ شامل اشاعت نہ ہو سکا ۔ قارئین اسے اسکے ساتھ ملالیں ۔ پیراگراف ، "خداوندا ! مجھے ان سے راحت عطا فرما اور ان کو اس شخص کے ہاتھوں مبتلا کر کہ یہ اسکے بعد مجھے یاد کریں ۔[۱] (جلاء العیون ص۲۲۹)

[۱] روضۃ الصفاء کے مؤلف نے لکھا ہے کہ سیدنا علی کی یہ دعا آخر کار قبول ہو کر رہی اور اسی رات حجاج بن یوسف ثقفی پیدا ہوئے۔

دازو بکوفیاں رسید آنچہ رسید — اور ان سے کوفیوں کو جو سزا ملی وہ ملی

تاریخ میں حجاج کے ذمہ جو قتل لگائے جاتے ہیں۔ وہ زیادہ تر ان ہی کوفیوں اور دشمنان اسلام کے ہیں۔ جنہوں نے دوستی کے روپ میں دشمنی کا کام سرانجام دیا ورنہ حجاج بن یوسف بذات خود کوئی ظالم اور برا آدمی نہیں تھا اس کی نیکی پر اس کے وہ خط گواہ ہیں۔ جو اس نے ہندوستان کی فتح کے موقع پر اپنے بھتیجے محمد بن قاسم کو لکھے تھے۔ اور اس کی نیکی کی وجہ سے سیدنا حسین بن علی کی حقیقی بھانجی جو سیدہ نازینب بنت فاطمہ کے بطن سے تھیں۔ اس کے حبالہ عقد میں رہیں۔ (ملاحظہ ہو جمہرۃ الانساب ص 61 ، نسب قریش ص 83)

(362

مختصر یہ کہ سیدنا علی کے لشکر میں سپاہیوں نے ایک طوفان بد تمیزی اٹھایا ہوا تھا۔ اور وہ ہر معاملہ میں سیدنا علی کی مخالفت کر کے لشکر میں تشتت و انتشار کی فضا پیدا کر دیتے تھے۔ چنانچہ مورخین نے ان لوگوں کے خصائل کے کچھ واقعات اپنی کتابوں میں نقل کیے ہیں۔ ان کی ایک خصلت یہ تھی کہ۔

"سیدنا معاویہ جب بھی کوئی مراسلہ سیدنا عمرو بن العاص کی پاس بھیجتے تو قاصد کے آنے جانے کی کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوتی کہ پیغام رساں کب آتا ہے۔ اور کب جاتا ہے۔ اور کیا خط لے گیا اور کیا جواب لایا۔ اہل شام کا کوئی شخص اس سے اس بارے میں کچھ نہ دریافت کرتا، لیکن جب سیدنا علی کا پیغام رساں آتا تو اہل عراق سیدنا عبداللہ بن عباس (جو سیدنا علی کے معتمد خاص تھے) کے پاس جاتے اور دریافت کرتے کہ امیر المومنین سیدنا علی نے آپ کو کیا لکھا ہے۔ ؟ اگر آپ ان سے (بعض وجوہات کی بنا پر) خط کے مضمون کو چھپاتے تو پھر خود ہی اٹکل پچو لڑایا کرتے کہ ہمارے خیال میں امیر المومنین نے فلاں فلاں بات لکھی ہو گی۔ اس پر سیدنا ابن عباس ان سے فرمایا کرتے، تمہیں کبھی عقل بھی آئے گی یا نہیں ؟ کیا تم نہیں دیکھتے کہ سیدنا معاویہ کا قاصد آتا ہے۔ تو کوئی خبر نہیں ہوتی کہ کیا پیغام لایا اور کیا لے گیا۔ نہ ان کے ہاتھ بلند ہوتے ہیں۔ اور نہ کوئی شور و غوغا سنائی دیتا ہے۔ مگر تم یہاں سارا دن بیٹھ کر اٹکل پچو مارا کرتے ہو۔

(ابن اثیر جلد 3 ص 167، اخبار الطوال ص 197، محاضرات تاریخ الامم الاسلامیہ جلد 2 ص 71)

اپنی فوج کے ان لوگوں سے دلگیر اور پژمردہ ہو کر ان کے بارے میں سیدنا علی حق تعالیٰ سے یوں دعا فرماتے :۔

اللھم سئمتھم و سئمونی و کرھتھم و کرھونی اللھم فارحمنی منھم وارحمھم منی

اے اللہ۔ میں ان سے تنگ ہوں۔ اور یہ مجھ سے تنگ ہیں۔ میں ان کو ناپسند کرتا ہوں۔ اور یہ مجھے ناپسند کرتے ہیں۔ اے اللہ۔ ان کو مجھ سے نجات دے اور مجھے ان سے۔

(البدایۃ والنہایۃ جلد 7 ص 325)

بعض اوقات اپنے شیعوں اور نام نہاد ساتھیوں کی انہی غداریوں، اور فتنہ انگیزیوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ کی آنکھوں سے موسلادھار بارش کی طرح آنسو ٹپک پڑتے اور آپ بڑی حسرت سے فرمایا کرتے۔

واللہ ! ان معاویۃ صارفنی بکم صرف الدینار بالدرھم فاخذ منی عشرۃ منکم واعطانی رجلا منھم

بخدا ! میری دلی آرزو ہے۔ کہ معاویہ مجھ سے اس طرح تمہارا تبادلہ کر لیں۔ جس طرح دینار (اشرفیوں) درہموں (روپوں) سے تبادلہ کئے جاتے ہیں۔ مجھ سے وہ تمہارے دس آدمی لے لیں۔ اور مجھے اپنے آدمیوں میں سے ایک آدمی دے دیں۔

(نہج البلاغۃ جلد 2 ص 354)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے بھی سیدنا علی کی اپنے لشکریوں کے مقابلہ میں بے بسی کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے۔ فرماتے ہیں۔

وکان علی عاجزا عن قھر الظلمۃ من العسکرین ولم تکن اعوانہ یوافقونہ علی ما یامر بہ واعوان معاویہ یوافقونہ

سیدنا علی اپنے سپاہیوں کے ظلم و قہر سے عاجز اور مجبور تھے اور ان کے ساتھی ان کے ساتھ کسی کام میں موافقت اور تعاون نہیں کرتے تھے۔ جب کہ اس کے مقابلہ میں سیدنا معاویہ کے ساتھی ان کے احکام کو بدل و جان قبول کرتے تھے۔

(منہاج السنۃ جلد 2 ص 202)

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ پر سبائیوں کی تنقید :

یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا کہ سیدنا علی کے لشکری زیادہ تر سبائی تھے۔ اور ہر معاملہ میں سیدنا علی کی مخالفت کرتے تھے۔ چنانچہ جب سیدنا ابو موسیٰ کا نام بطور حکم تجویز کیا گیا تو ان کے نام کی مخالفت کی گئی اور سیدنا علی کو بھی اس بارے میں اپنا ہم نوا بنا لیا گیا، لیکن جب اشعث بن قیس کے اصرار پر سیدنا ابو موسیٰ اشعری کو حکم مقرر کر لیا گیا تو ان دشمنان صحابہ نے ان کے بارے میں بڑی غلط باتیں کہنا شروع کر دیں۔ کہ یہ انتہائی سادہ، بیوقوف، ابلہ صفت اور مغفل ہیں۔ چنانچہ طبری وغیرہ میں سیدنا ابو موسیٰ کے بارے میں لکھا ہے۔

کان ابو موسیٰ مغفلاً

ابو موسیٰ مغفل (بیوقوف) تھے۔

(طبری جلد 6 ص 39، ابن ابی الحدید جلد 2 ص 256)

نیز لکھا ہے کہ سیدنا ابو موسیٰ نے سیدنا عمرو بن العاص کو گالیاں دیں۔ (طبری جلد 6 ص 40)

سیدنا ابو موسیٰ پر یہ ایک صریح بہتان ہے کہ وہ مغفل اور ابلہ صفت بزرگ تھے بلکہ نہایت جہاں دیدہ، فقیہ فی الدین اور صاحب فتویٰ بزرگ تھے۔ علامہ ابن قیم نے اعلام الموقعین اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے تہذیب التہذیب میں امام شعبی اور ابن المدینی کے حوالہ سے انہیں سیدنا عمر، سیدنا علی اور سیدنا زید بن ثابت کے علمی مقام کا حامل قرار دیا ہے۔

(ملاحظہ ہو اعلام الموقعین جلد ا ص 16، تہذیب التہذیب جلد 5 ص 363)

مختصر یہ کہ سیدنا ابو موسیٰ اشعری کو سیدنا علی کی طرف سے تحکیم کے موقع پر حکم (ثالث) مقرر کیا گیا۔

فیصلہ کے مطابق سیدنا علی نے اپنے آدمی بھیج کر آپکو "عرض" سے بلوایا، جہاں وہ عزلت کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ جب انہوں نے آپ کو بتایا کہ دونوں گروہوں نے آپس میں صلح کر لی ہے۔ تو آپ نے فرمایا "الحمد اللہ" اور جب کہا گیا کہ آپ کو تنازعات کے نپٹانے کے لئے حکم (ثالث) بنایا گیا ہے۔ تو فرمایا "انا اللہ وانا الیہ راجعون"

(البدایۃ والنہایۃ جلد 7 ص 276، ابن ابی الحدید جلد 2 ص 299)

غرضیکہ سیدنا ابو موسیٰ اشعریٰ نے سیدنا معاویہ کے حکم سیدنا عمرو بن العاص کے ساتھ مل کر چھ ماہ کی شبانہ روز کوششوں سے شعبان 37ھ میں اذرح کے مقام پر فیصلہ سنایا جس پر دونوں پارٹیاں مطمئن ہو گئیں۔ اور مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگی ہمیشہ کے لئے رک گئی۔

تواریخ کی کتابوں میں یہاں بھی بڑی واہی تباہی روایات گھڑی گئی ہیں۔ اور سیدنا ابو موسیٰ اشعری کی سادگی بلکہ (معاذاللہ) حماقت اور سیدنا عمرو بن العاص کی ہوشیاری بلکہ (معاذاللہ) مکاری ثابت کرنے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔

بتایا یہ گیا کہ سیدنا ابو موسیٰ نے سیدنا عمرو بن العاص سے کہا کہ فیصلہ سنانے کے لئے پہلے آپ کھڑے ہوں۔ لیکن سیدنا عمرو بن العاص نے کہا۔

ولک حقوق کلھا واجبۃ لسنک وصحبتک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانت ضیف (فیصلہ سنانے کے لئے) تمام حقوق آپ ہی کے ہیں، عمر کے اعتبار سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں زیادہ عرصہ رہنے کے لحاظ سے! اور پھر آپ ہیں بھی ہمارے مہمان! (مروج الذہب جلد 2 ص 31، طبری جلد 6 ص 39)

اور اس طرح سے بقول علامہ سیوطی سیدنا عمرو بن العاص نے دھوکہ اور چالبازی سے سیدنا ابو موسیٰ اشعری کو فیصلہ سنانے کے لیے آگے کر دیا۔ (فقدم عمرو اباموسیٰ الاشعری مکیدۃ منہ) (تاریخ الخلفاء ص 173)

چنانچہ سیدنا ابوموسیٰ اشعری نے کھڑے ہو کر فیصلہ کا اعلان ان الفاظ میں فرمایا۔

"حضرات! ہم نے اس مسئلہ پر بہت غور وخوض کیا ہے۔ ہمیں اس امت کے اتحاد واتفاق اور اصلاح کی اسکے علاوہ اور کوئی صورت نظر نہیں آئی کہ علی اور معاویہ دونوں کو معزول کر کے خلافت کا معاملہ شوریٰ کے سپرد کر دیا جائے۔ شوریٰ جسے اہل اور قابل سمجھے اسے منتخب کرے۔ لہذا میں علی اور معاویہ دونوں کو معزول کرتا ہوں۔ آئندہ جسے تم پسند کرو باہمی مشورہ سے اپنا خلیفہ بنالو"

اس کے بعد سیدنا عمرو بن العاص نے اپنا فیصلہ سنایا اور کہا

"حضرات! ابوموسیٰ اشعری کا فیصلہ آپ نے سن لیا۔ انہوں نے اپنے امیر سیدنا علی کو جس کی طرف سے وہ حکم ہیں۔ معزول کر دیا ہے۔ میں بھی ان کی تائید کرتے ہوئے ان کو معزول کرتا ہوں۔ لیکن اپنے آدمی معاویہ کو برقرار رکھتا ہوں۔ وہ امیر المومنین سیدنا عثمان کے ولی اور ان کے قصاص کے طالب ہیں۔ لہذا ان کی جانشینی کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔"

یہ فیصلہ سن کر سیدنا ابوموسیٰ اشعری چلائے کہ یہ بے ایمانی اور مکاری ہے۔ اور کہا

انما مثلک مثل الکلب ان تحمل علیہ یلہث اَوتترک یلہث

تمہاری مثال کتے کی ہے، اگر اس پر بوجھ لادو تب بھی ہانپتا ہے نہ لادو تب بھی ہانپتا ہے۔

اس پر سیدنا عمرو بن العاص کو غصہ آگیا۔ انہوں نے جواب میں فرمایا۔

مثلک کمثل الحمار یحمل اسفاراً

تمہاری مثال گدھے کی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔

اسکے بعد دونوں پارٹیوں کی آپس میں گالم گلوچ ہوئی اور ہاتھا پائی تک نوبت پہنچی۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مروج الذہب جلد 2 ص33، اخبار الطوال ص 201، ابن اثیر جلد 3 ص 168، طبری جلد 6 ص 40، البدایۃ والنہایۃ جلد 7 ص 283، طبقات جلد 4 ص 256)

ابن ابی الحدید شیعی نے لکھا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس نے فیصلہ سنانے سے قبل سیدنا ابوموسیٰ اشعری کو بہت جوش دلایا اور کہا۔

واعلم یا اباموسیٰ! ان معاویۃ طلیق الاسلام وان اباہ رأس الاحزاب وانہ یدعی الخلافۃ من غیر مشورۃ ولا بیعۃ

اے ابوموسیٰ! آپ کو پتہ ہونا چاہیئے کہ معاویہ طلقائے اسلام (یعنی وہ گروہ جن کو فتح مکہ کے روز معافی دی گئی تھی) میں سے ہے اور اس کا باپ (ابوسفیان) جنگ احزاب کا کمانڈر اور رئیس تھا۔ اور وہ بغیر مشورہ اور بیعت کے خلافت کا دعویٰ کرتا ہے۔

اندازہ فرمائیں صحابہ کرام اور خصوصی طور پر سیدنا معاویہ کی شخصیت کو مجروح کرنے کے لئے کیسی غلط باتیں کی گئیں۔ اور غلط روایات سبائی فیکٹری میں گھڑی گئیں۔ نہ سیدنا معاویہ طلقائے اسلام میں سے تھے۔ اور نہ ہی انہوں نے خلافت کا دعویٰ کیا ہوا تھا۔ لہذا مشورہ اور بیعت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ سیدنا معاویہ صرف اور صرف قاتلان عثمان سے قصاص کے طالب تھے جس کا اظہار وہ کئی بار کر چکے تھے۔ نہ انہوں نے خلافت کی خواہش کی اور نہ ہی وہ اس کے مدعی تھے۔

چنانچہ جب میدان صفین میں سیدنا ابوالدرداء اور سیدنا ابوامامہ الباہلی باہمی صلح کی خاطر سیدنا معاویہ کے پاس گئے۔ تو آپ نے ان حضرات کے جواب میں صاف صاف کہہ دیا کہ میں خلافت کا دعویدار نہیں ہوں۔ بلکہ

اقاتلہ علی دم عثمان وانہ آوی قتلتہ فاذھبا الیہ فقولا لہ فلیقدرنا من قتلۃ عثمان ثم انا اول من بایعہ من اہل الشام

میں تو صرف قاتلان عثمان سے قصاص لینے کی خاطر لڑ رہا ہوں۔ اور قاتلان عثمان کو سیدنا علی نے اپنی ہاں پناہ دے رکھی ہے۔ لہذا آپ دونوں حضرات علی کے پاس جائیں اور ان سے کہیں کہ وہ قاتلان عثمان کو (اگر وہ خود قصاص نہیں لے سکتے) ہمارے حوالہ کر دیں پھر دیکھیں میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جو اہل شام میں سے ان کے ہاتھ پر بیعت کروں گا۔

(البدایۃ والنہایۃ جلد 7 ص 259)

اب جو تحکیم کا فیصلہ بتایا جاتا ہے کہ سیدنا ابو موسیٰ نے علی اور معاویہ دونوں کو معزول کر دیا اور سیدنا عمرو بن العاص نے معاویہ کو برقرار رکھا اور علی کو معزول کر دیا۔ یہ سراسر غلط ہے۔ جھگڑا یہ تو نہیں تھا کہ ان دونوں میں خلیفہ کون ہو۔ جھگڑا تو قاتلان عثمان سے قصاص کا تھا۔ جس کو افسانہ بنا کر خلافت کا جھگڑا بنا دیا گیا۔ یہاں اس بات کی تفصیل کا موقع نہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو احقر کی کتاب سیدنا معاویہ شخصیت اور کردار جلد اول

بعض روایات اس قسم کی بھی گھڑی گئیں کہ جب ان حضرات نے فیصلہ سنایا تو مجمع میں گڑبڑ پیدا ہو گئی۔ اور شریح بن ہانی نے سیدنا عمرو بن العاص پر کوڑے برسانا شروع کر دیے اور سیدنا ابو موسیٰ اشعری کہیں چھپ گئے۔

(ابن اثیر جلد 3 ص 168، اخبار الطوال ص 201)

مختصر یہ کہ سیدنا ابو موسیٰ اشعریؓ نے سیدنا عمرو بن العاص کے ساتھ مل کر فیصلہ تحکیم اتنا اچھا کیا کہ مسلمانوں کی باہمی جنگ ہمیشہ کے لئے رک گئی۔ دونوں گروہ مطمئن ہو گئے۔ اور کئی سالوں تک اس فیصلہ کو سراہا جاتا رہا۔ چنانچہ عرب کا ایک مشہور شاعر سیدنا ابو موسیٰ اشعری کے پوتے بلال سے ان کے دادا کے کارنامے بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

ابوک تلافی الدین والناس بعدما
لتشاء وابیت الدین منقطع الکسر

فشد اصار الدین ایام اذرح
ورد حروبا لقد لقحن الی عقیم

یعنی آپ کے دادا (سیدنا ابو موسیٰ اشعری) نے دین اور لوگوں کی شیرازہ بندی فرمائی جب کہ لوگ آپس میں بددل اور پراگندہ خاطر تھے اور دین کی عمارت منہدم ہوا چاہتی تھی ۔انہوں نے ایام اذرح یعنی اذرح کانفرنس میں دین کے خیمہ کی طنابیں کس دیں اور ان جنگوں کے سلسلہ کو بالکل روک دیا جو دین وملت کو بانجھ اور عقیم کر دینے والی تھیں۔

(معجم البلدان جلد 1 ص 130، العواصم من القواصم ص 176 تعلیقہ معاویہ -------- انیس ذکریا نصولی مصری ص 31)

خلاصہ یہ کہ سیدنا ابو موسیٰ اشعری عوام کے صلح پسندانہ جذبات کے نمایاں مظہر تھے اسی وجہ سے سیدنا علی کی فوج کے دور اندیش اور حقیقت پسند لوگوں نے انہیں تحکیم میں اپنا ثالث مقرر کیا کیونکہ وہ گوشہ خمولت میں غیر جانبداری اور صلح پسندی کی زندگی بسر کر رہے تھے ان لوگوں کا خیال تھا کہ اگر کسی اور کو ثالث مقرر کیا گیا تو شاید وہ جانبدار ہونے کی وجہ سے امت کو پھر جنگ کی بھٹی میں نہ جھونک دے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی بصیرت اور تدبر سے کام لے کر عوام کی توقعات کے مطابق ایسا فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کی بے نیام تلواریں ہمیشہ کے لئے نیام میں چلی گئیں۔

سیدنا ابو موسیٰ اشعری کو چونکہ علم سے خاص رغبت تھی لہذا آپ کی ساری زندگی یہ خواہش رہی کہ علم کی اشاعت ہو۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا۔

"لوگو! جس شخص کو خدا تعالیٰ علم عطا فرمائے اسے چاہیئے کہ وہ اپنے دوسرے بھائیوں کو بھی اس کی تعلیم دے۔ لیکن جو بات اسے معلوم نہ ہو اس کے متعلق ہرگز کوئی لفظ بھی وہ اپنی زبان سے نہ نکالے۔

(طبقات ابن سعد جلد 4 ص 18)

تعلیم کے بارے میں آپ کا ایک خاص حلقہ درس تھا، لیکن کبھی کبھی خطبات کے ذریعہ بھی لوگوں کو تعلیم دیتے تھے بلکہ اگر کسی جگہ چند آدمیوں کو اکٹھا دیکھ لیتے تو انہیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی نہ کوئی ارشاد ضرور سنا دیتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ بنو ثعلبہ کے چند آدمی کہیں جا رہے تھے تو ان کو راستہ میں ایک حدیث رسول سنا دی۔ (مسند احمد جلد 4 ص 417)

علم و فقاہت کا یہ ماہِ تاباں باختلاف روایت 42ھ، 44ھ یا 52ھ میں بیمار ہوا اور صحیح روایت کے مطابق 44ھ ذی الحجہ کے مہینہ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

مسلم میں روایت ہے کہ وفات کے وقت جب حالت نازک ہو گئی اور غشی طاری ہو گئی تو جس عورت کی گود میں آپ کا سر تھا۔ اس نے رونا شروع کر دیا۔ اسوقت آپ میں بولنے کی طاقت نہ تھی۔ جب ہوش آیا تو فرمایا۔

"جس شے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برأت کا اظہار فرمایا میں بھی اس سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔ گریبان پھاڑنے والی، نوحہ و بکا کرنے والی اور کپڑے پھاڑنے والی عورتوں سے آپ نے برأت ظاہر کی ہے"

(مسلم کتاب الایمان باب تحریم ضرب الخدود)

بعد ازیں کفن دفن کے بارے میں ضروری وصیتیں فرمائیں۔ کہ جنازہ تیز چال سے لے کر جانا، جنازہ کے ساتھ انگیٹھی نہ لے کر جانا۔ لحد اور میری میت کے درمیان کوئی مٹی روکنے والی چیز نہ رکھنا۔ قبر پر کوئی عمارت نہ بنانا اور میں بین کرنے والی، گریبان پھاڑنے والی اور سر نوچنے والی عورتوں سے بری ہوں۔ وصیت کے بعد طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

وفات کے وقت 61 سال عمر تھی۔

امریکی یہودی مصنوعات کا بائیکاٹ کیجئے

عراق کے مسلمانوں پر یہودیوں اور نصرانیوں نے مل کر آگ برسا رکھی ہے اور امریکہ اِس مسلم دشمنی میں پیش پیش ہے۔ لہٰذا ہم تمام مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ امریکی مفادات کو بھرپور نقصان پہنچائیں۔ جس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ عوام امریکی و یہودی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ تمام احرار کارکن ملک بھر میں یہ نعرہ عام کریں اور اس کے لئے جرأت سے کام کریں۔

—— مجلس احرارِ اسلام پاکستان ——

پروفیسر تاثیر وجدانؔ ۔ ملتان

شام

ایک دوست کی مرگِ ناگہاں پر نوحہ!

تری رفاقت میں کٹنے والے چمکتے ایّام بجھ چکے ہیں

اور اب خلا زارِ دید میں

رُک گئی ہیں شامیں ، عذاب بن کر

عجیب منظر ہے جھُٹپٹوں کا

اُمڈتے سایوں کے کیسے خطّے میں آ رُکا ہُوں

کہ دُوریوں پر ،

حزیں نگاہوں کی رازجُویانہ ، نرم جُنبش

سکوتِ سنگیں میں ڈھل گئی ہے

بچھڑنے والے شگفتہ خاطر بُزرگ شاعر !

ترے کمالِ نواگری کی ، سُرور آگیں ، ہری بھری رُت

وہ ایک رُت اب کہاں سے آئے ؟

جو شام کے اِس اُداس معبد میں زمزموں کے دیئے جلائے

حافظ صفوان محمد ۔ بہاولپور

ناپاک خون

مسلمانوں کی نسلوں کو تباہ و برباد کرنے کا خوفناک منصوبہ!

میرے محترم قارئین اس بات سے ضرور واقف ہوں گے کہ شیعیت نے بھیس بدل بدل کر اور زمانہ کے حالات کے مطابق اپنے طریقۂ کار میں تبدیلی کرکے اسلام کو نقصان پہنچانے میں کبھی کوئی کوتاہی نہیں کی ہے کبھی یہ غلاظت سبائیہ کی شکل میں نمودار ہوئی، کبھی اس نے حسن بن صباح ملعون کی آغوش میں پناہ لی، کبھی ابوطاہر جیسے سفاک شخص کے روپ میں کعبۃ اللہ سے حجرِ اسود لوٹا جس کی وجہ سے تقریباً ۲۲ برس تک کے لئے اُمتِ مسلمہ حج جیسی عبادت کی ادائیگی سے محروم ہوگئی۔ کبھی فاطمیہ کی شکل میں قہرِ خداوندی نازل ہوا کبھی نصیرالدین طوسی کی لبادہ میں اس نے بغداد کی خلافت کا سرنگوں کیا۔ اور کبھی میر جعفر اور میر صادق جیسے مارِ آستین کی شکل میں سلطان حیدر علیؒ اور ٹیپو سلطانؒ جیسے جری مسلمان حکمرانوں کی حکومتوں کو تباہ کرکے برصغیر میں انگریز کی حکمرانی کی داغ بیل ڈالی۔

تحریکِ آزادیٔ ہند میں اس نے دوستی کے روپ میں مسیح الملک اجمل خان کی بلند پایہ شخصیت سے مسلمانوں کو محروم کر دیا۔ صفوی حکمرانوں کی شکل میں اس نے ایران کی شیعہ اقلیت کو اکثریت میں بزورِ شمشیر تبدیل کیا اور پھر خمینی کے دور میں کعبۃ اللہ میں خونریزی کرائی جس کا مقصد اس "مہدی" کو "پیدا" کرنا ہے جو "اوّل اوّل" "نفسِ ذکیہ" کی شکل میں ظاہر ہوا تھا اور مارا گیا تھا۔ لیکن جب بھی موقع ملتا پھر "پیدا" ہونے کی کوشش کرتا رہا۔ تادمِ تحریر اس نے آخری بار آج سے چار سال قبل "پیدا" ہونے کی کوشش کی۔ تاہم اس مرتبہ بھی ناکام رہا۔ خدا ہمیں ایسے "مہدیوں" سے محفوظ رکھے ——— آمین!

اس بات کو تسلیم کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہے کہ خمینی کے "امام" ہونے کے بعد شیعیت نے اپنی مذموم کارروائیاں ازسرِنو اور نئے ولولے کے ساتھ شروع کر دی ہیں۔ ان ہی میں سے ایک تحریک ایسی ہے جس کی طرف عموماً سُنی احباب کی توجہ نہیں گئی۔ یہ مسلمانوں کو نسلاً (Racially) شیعہ بنانے کی مہم ہے۔

تاریخ کے مطالعہ کا ذوق رکھنے والے حضرات ضرور جانتے ہوں گے کہ ہٹلر یہودیوں کا کیوں دشمن ہوا تھا؟ یہودی اپنی نسل کا بے حد خیال کرتے ہیں اور کسی بھی غیر قوم میں شادی نہیں کرتے (صرف سیاسی رشوت کے لئے بعض اوقات اپنی لڑکیاں غیر یہود میں دے دیتے ہیں) اور ان کے عقیدہ کے مطابق صرف یہودی ماں باپ کے گھر پیدا ہونے والا ہی جنتی ہے۔ آریہ قوم (Aryans) بھی اپنی نسل کے بارے میں بہت متفکر ہوتی ہے۔ جرمنی میں بڑھنے والے یہودیوں نے انتقاماً بے شمار آریہ عورتوں کو جبراً بے آبرو کیا تھا جس سے بحیثیت مجموعی جرمن قوم (آریہ) کا صحیح النسل ہونا (Suspicious) مشکوک ہو گیا تھا۔ ہٹلر اسی وجہ سے یہودیوں کے خلاف تھا۔ صرف یہی نہیں بلکہ ڈاکٹروں اور انجینئروں کا باقاعدہ ایک بورڈ بنایا گیا تھا جس نے جینیاتی سائنس (Genetic Science) کے ذریعہ آریہ قوم کو دوبارہ صحیح النسل بنانے کی سعی کی، جس میں وہ کافی کامیاب ہوئے۔

اس بات میں قطعاً کوئی شک نہیں کہ اسلام دین کو کسی خاص نسل کے ساتھ مربوط نہیں کرتا اور نسل کے اعتبار سے کسی بھی قوم کا ایک فرد اگر صدقِ دل سے کلمہ پڑھ لیتا ہے تو وہ مسلمان قوم کا فرد بن جاتا ہے۔ تاہم ذاتی صفات کا عنصر بہرحال نسلی تعلق سے مربوط ہے۔ مثلاً ایک جگہ کا مسلمان جنگجو ہے۔ تو اور کسی جگہ کے مسلمان کی یہ صفت ذرا کم شدت والی ہوتی ہے۔ یوں خون بہرحال اپنا اثر رکھتا ہے۔

آج کل آپ جگہ جگہ "بلڈ ڈونرز سوسائٹی" اور "بلڈ بینک" نام کے بورڈ پڑھتے ہوں گے۔ یہ ایک ایسی تحریک ہے جس کے پیچھے شیعہ کا ہاتھ ہے۔ "فاطمیہ (Fatimiya) "امامیہ بلڈ ڈونرز سوسائٹی" ۔ اور "حسینی بلڈ بینک"۔ نام کے بڑے بڑے ادارے اس تحریک کے گماشتے ہیں۔ ان میں متعہ کی اولاد (ولدالزنا) "ممبر" باقاعدگی سے خون دیتے ہیں۔ یہ خون اُن لوگوں کو لگتا ہے جو جاں کنی کے عالم میں ہسپتالوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ پاکستان میں چونکہ ۹۶٪ آبادی سُنی العقیدہ افراد پر مشتمل ہے۔ اسی تناسب سے زخمیوں میں تقریباً ۹۶٪ مریض سنی العقیدہ ہوتے ہیں۔ ان کو جب یہ خون لگتا ہے تو اس کا اثر ان لوگوں کے اعمال کے علاوہ عقائد اور سوچ پر بھی پڑتا ہے۔ اس کی مثال یوں لیجئے کہ پاک پانی سے بھرے ہوئے ایک بڑے برتن کو کلیتہً "ناپاک" بنانے کے لئے پیشاب یا شراب کا محض ایک قطرہ کافی ہوتا ہے۔ یہی حال اس ناپاک خون کا ہے۔ ہمارے ایک بزرگ اکثر فرماتے ہیں کہ: "مجھے گندگی کا کپڑا ہاتھ پر رکھنے یا شیعہ سے مصافحہ کرنے میں سے کسی ایک کام کے کرنے کا کہا جائے تو میں بلاتکلف گندگی کے کپڑے کو ہاتھ پر رکھ لوں گا۔" ——— وجہ یہ ہے کہ اس کپڑے کی وجہ سے جو گندگی میرے ہاتھ پر لگے گی، وہ ہاتھ دھونے سے دُور ہو جائے گی، لیکن شیعہ سے مصافحہ کرنے

سے باطن میں جو غلاظت پیدا ہوتی ہے، وہ کسی طور سے مکمل طور پر صاف نہیں ہو پاتی"

ہمارے سنی بھائی بے خبری کی بنا پر اس شیعہ سازش کا شکار ہو رہے ہیں۔ میری بات پر یقین نہ آئے تو کسی بھی بلڈ بینک کے ممبرز کی فہرست اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ آپ کو "کلب علی"، "عاشور کاظمی"، "پرویز حیدری"، "کرار حسین" اور اسی قبیل کے بہت سے نام نظر آئیں گے۔ آپ کسی بھی بلڈ بینک کے دروازے کو کھول کر اندر تشریف لے جائیے۔ آپ کو میز کے دوسری طرف ایک کلب (رافضی) بیٹھا نظر آئے گا جو مریضوں کی ہمدردی میں مرا جا رہا ہوگا۔ یہ ہمدردی دراصل مریضوں سے نہیں بلکہ اپنے کردہ دین سے ہے۔

اس میں شک نہیں کہ اس شعبہ میں اچھے لوگ بھی ہیں جن کا ارادہ ہرگز وہ نہیں ہے جو ابھی بیان کیا گیا ہے لیکن کہیں تو ہمارے سنی بھائی ایسے اداروں کے سربراہ کی حیثیت سے اور کہیں کارکن کی حیثیت سے اس مکروہ سازش کے آلۂ کار بنے ہوئے ہیں اور اپنے دینی بھائیوں کا ایمان ضائع کرنے میں نہ چاہتے ہوئے یا نہ جانتے ہوئے حصّہ لے رہے ہیں۔ ہمارا ایک مسلمان بھائی جب خون کا عطیہ دیتا ہے تو اُسے یہ علم نہیں ہوتا کہ اُس کا خون کس مریض کو لگے گا۔ اب اگر میری وجہ سے کسی دشمنِ صحابہؓ کی جان بچتی ہے تو لعنت ہے میری جان پر۔ اور اگر کسی شیعہ کا خون میرے کسی دینی بھائی کو لگتا ہے تو اُس کے دین کا خدا حافظ!

اس بحث سے یہ مطلب لینا چاہیئے کہ میں دکھی انسانیت کو خون دینے سے منع کر رہا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ خون دینے سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ آپ کا خون کسے دیا جا رہا ہے اور اپنے کسی مریض کے لئے خون لینے سے پہلے یہ اطمینان کرلیں کہ یہ خون کسی دشمنِ صحابہؓ کا دیا ہوا تو نہیں ہے۔

علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں کہ قوموں کے عروج کے لئے تعصب بہت اہمیت رکھتا ہے۔ یہ بات سو فیصد درست ہے۔ اگر آج ہم میں سنی العقیدہ ہونے کا تعصب پیدا ہو جائے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم عروج میں وہ مقام دوبارہ حاصل کرلیں جو عہدِ فاروقیؓ اور عہدِ اموی میں ہمیں حاصل تھا۔

جیسا کہ میں نے شروع میں عرض کیا تھا کہ شیعیت بھیس بدل بدل کر اور زمانہ کے حالات کے مطابق اسلام پر حملہ کرتی ہے۔ آج کے پُر آشوب دور میں جبکہ ہمدردی کے دو بول مشکل سے ملتے ہیں ——— یہ لوگ ہمدردوں کے روپ میں مسلمانوں کی نسلوں کو تباہ کر رہے ہیں۔ ہٹلر نے جس طریقہ سے اپنی قوم کو صحیح النسل بنایا تھا۔ آج اُسی تکنیک کو استعمال کر کے ہماری نسل کو خراب کیا جا رہا ہے۔ خدا ہر مسلمان کو سازشی عناصر کے اِس گھناؤنے منصوبے کی زد میں آنے سے محفوظ رکھے ——— آمین!

"زبان میری ہے بات اُن کی"

- ایٹمی پلانٹ کے بہت سے جدید آلات مقامی طور پر تیار کیے گئے۔ (ڈاکٹر عبدالقدیر خان)

پیکرِ عزم و جہاد ، ناسخ شر و فساد زندہ و پائندہ باد ، کامیاب و بامراد

- مُلا لوگ ، منبر اور جائے نماز سے تعلق رکھیں۔ (ولی خان)

لگتا ہے مولوی حسن جان نے ولی خان کی نسوار بھی بند کر دی ہے۔

- پاکستان اسلامی جمہوریہ ہے لیکن یہاں اسلام ہے نہ جمہوریت۔ (فضل الرحمٰن)

جمہوری جانوروں کی کمی نہیں۔

- امریکی افواج طویل عرصہ سعودی عرب میں قیام کریں گی اور جنگ کے خاتمہ کے بعد بھی واپس نہیں بلائی جائیں گی۔ (صدر بش)

ایک مستقل عذاب کو سر پر بٹھا لیا ! وہ کہہ رہے ہیں کہ ڈر سے دامن چھڑا لیا

اُن کو کہاں حرم کا تحفظ عزیز تھا ارضِ وطن کو بیچ کر خود کو بچا لیا

- پولیس نے ناکہ لگا رکھا تھا ڈاکو گاڑیوں کو لوٹ رہے تھے۔ (ایک خبر)

دونوں جڑواں بھائی ہیں۔

- مجھے حکومت نے ہروایا ہے۔ (نوابزادہ نصراللہ خاں)

دماغ شہنشہاں سے گئی سلطانی نہیں جاتی | بہار آ کر چلی جاتی ہے ویرانی نہیں جاتی

- ڈیلیوں کے در کا کُتّا ہوں۔ (جام صادق)

جام صاحب ! ولی کتے نہیں پالتے ، آدمی کو انسان بناتے ہیں

- سرکاری دفاتر کے کئی اہلکار کاریں لئے پھرتے ہیں۔ (ایک خبر)

کہاں یہ بیگم کی شاہ خرچی ، کہاں یہ اپنی فقط کلرکی ! یہ صرف رشوت کی برکتیں ہیں کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

- علماء کا اصل مقام سیاست ہے۔ (فضل الرحمٰن)

سیاست اک منڈی ہے مرے دوست انسانیت جہاں نیلام ہوتی ہے

☆ اخبار والے عراق کے جنگی مقتولین کو "ہلاک ہو گئے" کی بجائے "لقمۂ اجل ہو گئے" لکھا کریں!

(حامد سعید کاظمی ایم این اے)

"لقمہ" بہر حال عزیز ہے — ؟

☆ حلوہ مانڈہ بڑھانے کی خاطر بنایا گیا کوئی بل منظور نہیں۔

(انجمن جمہوریت پسند خواتین، نیشنل یوتھ لیگ، پاکستان کرسچین پارٹی

ہیومن رائٹس کمیشن، اقلیتی محاذ برائے مسیحی حقوق)

شوروں کا لشکر، درندوں کی ڈار بدلنے چلی ہے، خدا کا نظام

☆ آفتاب شیرپاؤ نے زخمی عراقیوں کے لئے خون کا عطیہ دیا۔ (ایک خبر)

جذبہ قابلِ داد ہے مگر افغانی مجاہدین بھی مسلمان بھائی ہیں، شیرپاؤ صاحب!

☆ موجودہ جمہوری نظام فراڈ اور عدالتی نظام ناکام ہے۔ قانونی نظام مظلوم سے زیادہ ظالم کے حق میں ہے۔

(جسٹس (ریٹائرڈ) گل محمد)

انصاف اور جمہوریت کی رٹ لگانے والوں کو شرم آنی چاہیئے۔

☆ عورت بڑھانے کے لئے نافذ کئے جانے والے کسی بھی بل کو نہیں مانا جائے گا۔ (بیگم ایلس فیض احمد فیض)

خدا کی شان اِک گھڑی گئی حضور بلبلِ بوستاں کرے نوا سنجی

☆ بُش قابلِ تعریف ہیں، انہوں نے پوری دُنیا کو اقوامِ متحدہ کی قرارداد اور فیصلے کی حمایت میں متحد کر دیا ہے۔

(واشنگٹن میں بے نظیر کا ٹیلی ویژن انٹرویو)

آنڈے سکتے ستے گرد گرد سکتے

☆ بُش قابلِ مذمت ہے۔ (پیپلز پارٹی)

آپ کی بہن بے نظیر تو بُش کی تعریف کر رہی ہیں۔

☆ پیشیاں بھگتنے سے تنگ آکر ملزم نے مجسٹریٹ پر ٹکروں اور گھونسوں کی بارشس کر دی۔

(ایک خبر)

کہ انصاف یہاں کا مہنگا ہے ہر روز کچہری بکتی ہے۔

☆ ۹ بچوں کی ماں نے غربت سے تنگ آکر خودکشی کر لی۔ (ایک خبر)

کچھ علاج اِس کا بھی اے چارہ گراں ہے کہ نہیں!

بلا تبصرہ

گورنر پنجاب میاں محمد اظہر اپنی راجدھانی میں ..... ضلع گوجرانوالہ کے چار دیہات کا خفیہ دورہ۔
"جناب گورنر! اپنی زبان کھول کر ہم آپ کو آزما رہے ہیں ورنہ ہمارا خون آپ کی گردن پر ہوگا"

"ہم تو کمانے ہی ڈاکوؤں کے لئے ہیں۔ جو ہوتا ہے وہ اسلحے کے زور پر لے جاتے ہیں۔ ہیڈ ماسٹر سال میں ایک بار آتا ہے۔ ڈنگر ڈاکٹر پیسے لے کر دوائی دیتا ہے۔" (داہنڈہ اور سکھانہ کے لوگوں کی عرضداشت)

تھانیدار جیب کٹنے پر کہتا ہے۔ اتنے پیسے لے کر مت گھوما کرو۔ ۲۷ سال لڑ کر مقدمہ جیتا۔ قبضے کے لئے ڈیڑھ سال سے تھانیدار کی منتیں کر رہا ہوں۔ چوری کا مال تھانے سے ہی برآمد ہوگیا۔ ——— گورنر صاحب! ہم بولیں گے تو بڑے لوگ ہماری زبانیں کاٹ ڈالیں گے۔ اسی کچہری میں ان کے ایجنٹ ہمیں زبان نہ کھولنے کی دھمکیاں دیتے رہتے ہیں۔ قلعہ کالر کی پولیس چوکی ڈاکوؤں کی پناہ گاہ ہے۔

غنڈوں نے ۷۰ سالہ بڑھیا کے مکان پر قبضہ کر لیا۔ تھانیدار کے پاس گئی تو اُس نے کہا۔ مکان بھی ان کے حوالے کر دو، ورنہ یہ لوگ تمہیں بھی اٹھا کر لے جائیں گے۔ (موضع صوبہ کالی خاں کے لوگوں کی فریاد)

"پولیس لوگوں سے ماہانہ بھتہ لیتی ہے۔ پیسے نہ دیں تو تھانے میں بند کر دیتے ہیں۔ تحفظ فراہم کریں تو ایسے لوگوں کے نام بتا سکتے ہیں جن کے پاس فوج سے بھی جدید اسلحہ موجود ہے۔ ہم سے ووٹ لینے والے ایسے لوگوں کو پناہ دیتے ہیں۔"

خدارا! یہاں پولیس چوکی مت قائم کریں۔ پولیس والوں کے ہاتھوں ہمارے بچے بھوکے مر جائیں گے۔"

"ایم این اے، ایم پی اے سنے ڈاکے ہی ڈلوانے ہیں تو ہمیں ایسے نمائندے نہیں چاہئیں" (جنگ ۸/۱/۹۱)

"ایف آئی اے کا تھانیدار" شراب پی کر" ریڈیو اسٹیشن میں گھس گیا۔"

ہنگامے کے بعد فرار ہونے کی کوشش میں نہ صرف اپنی جگہ ایک اور کار بھی برباد کر دی ——— ملزم ریڈیو کی ایک ملازمہ کے تعاقب میں اندر داخل ہوا۔" (بعض افراد کا دعویٰ) (روزنامہ "جنگ" ۲-۱-۹۱)

"سینکڑوں اہم شخصیات سمیت ۱۶ ہزار افراد کے خلاف غیر قانونی شکار کے مقدمات زیر التواء ہیں۔ اہم شخصیات میں سینکڑوں سابق و موجودہ ارکان پارلیمنٹ، ۵۴ سابق و موجودہ وزراء اور ۲۹ ریٹائرڈ فوجی افسران شامل ہیں۔" (روزنامہ "جنگ" ۵/۱/۹۱)

گوہر سہارنپوری

لیڈر کو ہر اک رنگ میں پہچان

(نظیر اکبر آبادی کی ایک نظم کی پیروڈی میں)

تنہا نہ اسے اپنے دلِ تنگ میں پہچان
"میٹنگس" میں اسٹیج پر ہر ڈھنگ میں پہچان
"ملتان" میں "لاہور" میں "اورنگ" میں پہچان
"ڈنڈوت" میں "نیپال" میں اور "جھنگ" میں پہچان
بے رنگ میں بارنگ میں نیرنگ میں پہچان
منزل میں مقامات میں فرسنگ میں پہچان
ہر ڈھونگ میں ہر کھیل میں ہر ڈھنگ میں پہچان
ہر دھوم میں ہر صلح میں ہر جنگ میں پہچان
ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
آنکھیں ہیں تو لیڈر کو ہر اک رنگ میں پہچان

گاتا ہے کبھی جلسہ میں کرتا ہے کبھی حال
فی الاصل ہر اک روز اڑاتا ہے نئے مال
ہنستا ہے کبھی کرتا ہے رورو کے برا حال
ہوتا ہے کبھی قوم کے آلام میں پامال
آتا ہے "الیکشن" تو لگاتا ہے نئی تال
پہنے ہے کبھی چیتھڑے اوڑھے ہے کبھی شال
کرتا ہے کبھی ناز بچھاتا ہے کبھی جال
جب غور سے دیکھا تو ملی اس کی نئی چال
ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
آنکھیں ہیں تو لیڈر کو ہر اک رنگ میں پہچان

جاتا ہے حرم میں کبھی قرآن بغل مار
اک ہاتھ میں تسبیح تو اک ہاتھ میں زنار

مذہب سے بھی بیگانہ کبھی صادق و دیندار
ناچے ہے کبھی عیش میں پھرتا ہے کبھی خوار
عاجز کبھی بے بس کبھی، ظالم کبھی لٹھ مار
مفلس کبھی ناچار، تو نگر کبھی زر دار
مکّار کبھی اور کبھی صاحبِ کردار
جب غور سے دیکھا تو اسی کے ہیں سب اسرار
ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
آنکھیں ہیں تو لیڈر کو ہر اک رنگ میں پہچان

اک وقت دِلی دوست کبھی جان کا دشمن
بیٹھا ہے حویلی میں کبھی پھرتا ہے بن بن
ظاہر میں ہے حاتم تو حقیقت میں رہزن
لوٹے ہے سبھی مال سمیٹے ہے سبھی دھن
آجاتا ہے جس وقت اسمبلی کا "الیکشن"
ہر روز دکھاتا ہے یہ اپنا رُخ روشن
جوگی کبھی، شاعر کبھی، ایکٹر کبھی رہزن
جب غور سے دیکھا تو اسی کے ہیں یہ سب فن
ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
آنکھیں ہیں تو لیڈر کو ہر اک رنگ میں پہچان

"کرسیٔ وزارت" کی لگن میں پھرے دن رات -
سردی ہو یا گرمی ہو کہ ہو موسم برسات
آجائے اگر اس کو وزارت کی دلہن ہات
ایک خواب میں ہے اس سے پھر امکان ملاقات
کانوں سے اڑا دیتا ہے سن سن کے شکایات
اک بھائی بھتیجوں پہ ہیں بس اس کی عنایات
کرسی پہ نشیں ہے تو ہیں "یونٹ" پہ عنایات
کرسی سے ہے باہر تو ہیں "یونٹ" سے شکایات
ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
آنکھیں ہیں تو لیڈر کو ہر اک رنگ میں پہچان

اشرف عطاء مرحوم

مفکرِ احرار چودھری افضل حق رحؒ

کی زندگی کا ایک مجاہدانہ کارنامہ

مغلپورہ ایجی ٹیشن کا ہنگامہ ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔ تحریک کے نعرے ابھی فضاؤں میں گونج رہے تھے۔ مغل پورہ انجینئرنگ کالج کی چار دیواری کے اندر دو ہزار مسلمان پکٹنگ میں مصروف تھے اور مغل پورہ انجینئرنگ کالج کے مسلمان طلبا مولوی عبدالحمید خان (پاکستان کے محکمہ برق و برید کے موجودہ ڈائریکٹر جنرل) کی قیادت میں شامل ہونے والے طلبا کو روکنے کے لیے کالج کے صدر دروازہ پر قطار اندر قطار ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ایک زنجیر بنائے کھڑے تھے۔ خاکی اور سرخ وردیوں میں ملبوس سینکڑوں سپاہی انگریز سپرنٹنڈنٹ پولیس اور سٹی مجسٹریٹ کی قیادت میں مردار خور گدھوں کی طرح منڈلا رہے تھے۔ اللہ اکبر اور ٹوڈی ہائے ہائے کے نعروں کے درمیان خدائی فوجداروں کے یہ دستے رہ رہ کر پکٹنگ کرنے والوں پر پل پڑتے تھے۔ سٹی مجسٹریٹ کے حکم سے کئی بار لاٹھی چارج ہوا۔ کئی نوجوان زخمی ہوئے لیکن پولیس کا یہ ظلم و تشدد نوجوانوں کے پائے استقلال کو ڈگمگا نہ سکا۔ ان کے عزم کو متزلزل نہ کر سکا۔ ان کا جوش بڑھتا ہی گیا۔ پولیس نے اس ایجی ٹیشن کے قائد کی حیثیت سے مولانا سید محمد داؤد غزنوی۔ مولانا احمد علی، مولانا غلام مرشد، کمال دین قیصر مرحوم اور متعدد دیگر لیڈروں اور کارکنوں کو گرفتار کر لیا۔ اس ایجی ٹیشن کا ہیڈ کوارٹر اس وقت گلابی چوک تھی۔ ہم سب لوگ اس عمارت میں تھے کہ پولیس نے چھاپہ مار کر گرفتار کر لیا۔ مجھے مجلس احرار اسلام کی طرف سے یہ ہدایات تھیں کہ میں اپنی گرفتاری پیش نہ کروں۔ لیکن جوانی دیوانی ہوتی ہے۔ طبیعت میں بے حد جوش تھا۔ میں ان نوجوانوں میں شامل تھا جو کالج کے صدر دروازہ پر پکٹنگ کر رہے تھے۔ اور کالج کے احاطے میں داخل ہونے والے ہر کارکن کو روک رہے تھے۔ پولیس اس تاک میں تھی کہ میں ہجوم سے ذرا الگ ہوں تو مجھے گرفتار کر لے۔ میری کوشش یہی تھی کہ میں اس وقت تک گرفتاری سے بچوں جب تک مجھے ہدایات نہ ملیں۔ میں محسوس کر رہا تھا کہ اس ایجی ٹیشن سے میری جماعت کا وقار وابستہ ہے۔ اس تحریک کو اس اعتبار سے بھی بہت زیادہ اہمیت حاصل ہو گئی تھی کہ مجلس احرار اسلام کا جو وفد مولانا مظہر علی اظہر، خواجہ غلام محمد اور شیخ حسام الدین کی قیادت میں مہاراجہ ہری سنگھ کی حکومت سے بات چیت کرنے کے لیے سری نگر بھیجا گیا تھا اور جس کے سپرد یہ کام کیا گیا تھا کہ وہ خانقاہ معلی میں مسلمانوں پر فائرنگ اور کشمیری لیڈروں کی گرفتاری کی تحقیقات کے ساتھ ساتھ ہری سنگھ کی حکومت سے مسلمانانِ کشمیر کے حقوق کے سلسلے میں بات چیت کرے ناکام واپس آ گیا تھا۔ اور مجلس احرار کی مجلس عمل نے ڈوگرہ شاہی کے خلاف سول نافرمانی کا بگل بجا دیا تھا۔ مولانا مظہر علی اظہر پہلے ڈکٹیٹر مقرر ہو گئے تھے۔ اور ان کی قیادت میں مجلس احرار کے جیوش ریاست جموں و کشمیر کی سرحد کو عبور کر کے کشمیر کی سرحد میں داخل ہونے کے لیے سوچیت گڑھ کی طرف کوچ کرنے کے لیے پر تول رہے تھے۔ یعنی کارکن سرحدوں سے کھن چند سے لاہور پہنچ رہے تھے۔ مولانا مظہر علی اظہر نے سوچیت گڑھ کی طرف کوچ کرنے کا اعلان کر دیا تھا۔ اس لیے مجلس احرار کی مجلس عمل یہ چاہتی تھی کہ مغلپورہ ایجی ٹیشن کا جلد سے جلد کوئی تصفیہ ہو جائے۔

مغلپورہ کالج پر پکٹنگ جاری تھی کہ مولانا ظفر علی خاں مرحوم جو اسی روز مدراس کے دورے سے واپس آئے تھے اسٹیشن سے سیدھے مغلپورہ کالج پہنچے۔ مولانا نے ہجوم کے سامنے ایک مختصر سی تقریر کی۔ اور فرمایا کہ گورنر نے انہیں ملنے کے لیے بلایا ہے تاکہ اس ایجی ٹیشن کے سلسلے میں بات چیت کر سکیں۔ مجھے امید ہے کہ مغلپورہ کالج کے مسلمان طلبا کے مطالبات منظور کر لیے جائیں گے اور تبدیل

کر دیا جائے گا۔ اور تمام قیدیوں کو رہا کر دیا جائے گا۔ مولانا ظفر علی خاں سیالکوٹ سے سیدھے گورنمنٹ ہاؤس پہنچے۔ اس جگہ بعض دوسرے رجعت پسند لیڈر بھی موجود تھے۔ اور ڈاکٹر ڈی پرنسپل مغلپورہ انجینئرنگ کالج بھی موجود تھے۔ اس کانفرنس میں ڈاکٹر نے ان الفاظ کی جو اس بدبخت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ بابرکات میں کہے تھے تحریری معافی مانگ لی تھی۔ حکومت نے اس امر کا وعدہ کر لیا کہ تمام قیدی رہا کر دیے جائیں گے اور مسلمان طلباء کے مطالبات مان لیے جائیں گے۔ چنانچہ گورنمنٹ ہاؤس کی اس کانفرنس کے فیصلوں کا اعلان مولانا ظفر علی خاں نے ہجوم کے سامنے آ کر کر دیا۔

اس اثناء میں مجھے سرخپوش رضاکاروں کی دیکھ بھال کے لیے فوری طور پر سیالکوٹ جانا پڑا۔ تو مجلس احرار اسلام کے دل و دماغ چوہدری افضل حق مرحوم نے مجھے اپنے پاس بلا کر بعض اہم ہدایات دیں۔ وہ بے حد زیرک، معاملہ فہم، مدبر اور گہرے سیاست دان تھے ہر معاملے کی تہہ تک پہنچ جاتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں تنظیم کی بے حد صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ میں رضاکاروں کے ہمراہ روانہ ہوا اور راستے میں مریدکے، کامونکے، ایمن آباد، گوجرانوالہ، وزیر آباد سمبڑیال میں پروپیگنڈا بھی کرتے جاتا۔

اس وقت سیالکوٹ سرخپوش رضاکاروں کی آمد کی وجہ سے پورا فوجی کیمپ بنا ہوا تھا۔ سیالکوٹ کے بازاروں، گلی کوچوں، مکانوں کی چھتوں غرضیکہ جدھر نظر جاتی سرخپوش نظر آتے تھے۔ مولانا منظور علی اظہر کے قائم مقام شیخ حسام الدین مقرر ہو گئے تھے۔ مولانا اظہر کی سوچیت گڑھ کی طرف مارچ اور ان کی گرفتاری نے سیالکوٹ میں زبردست جوش پیدا کر دیا تھا۔

ادھر لاہور میں ہر روز جلسے ہو رہے تھے جن میں مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، چوہدری افضل حق، ماسٹر تاج الدین انصاری اور چوہدری عبدالعزیز بیگووال اپنی پرجوش اور بصیرت افروز تقریروں سے مسلمانوں میں جہاد کا جوش پیدا کر رہے تھے۔ قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مرزا غلام نبی جانباز کو مجلس عمل کی طرف سے پنجاب کے شمالی اضلاع کا دورہ کرنے کی ہدایات ہوئیں۔ اس دورہ سے واپس ہوئے تو مجلس عمل کی طرف سے مجھے جہلم میں اور خواجہ غلام محمد کو راولپنڈی میں ڈکٹیٹر بنا کر بھیج دیا گیا۔ میرے ہمراہ مرزا غلام نبی جانباز مدیر تبصرہ تھے۔ جہلم کے محاذ پر ہمیں انتہائی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ سر مہر علی شاہ اور خان بہادر راجہ طالب مہدی خاں کی طرف سے اس امر کی کوشش کی گئی کہ جہلم کے فوجی ضلع میں سرخپوشوں کی تحریک پھیلنے نہ پائے۔ چنانچہ ٹاؤن ہال جہلم میں ان کاسہ لیسانِ ازلی کا ایک اجتماع ہوا۔ جس میں ایک قرارداد میں کشمیریوں سے اظہار ہمدردی کی گئی۔ لیکن تحریک کشمیر کی زبردست مخالفت کی گئی۔ میں نے اس سلسلے میں چوہدری افضل حق مرحوم کو ایک خط کے ذریعے تمام صورتِ حال سے آگاہ کیا۔ چنانچہ ان کی ہدایات کے تحت میں نے فیصلہ کیا کہ تمام ضلع کا دورہ کر کے ان سرکار پرستوں کا طلسم توڑ دیا جائے چنانچہ جہلم سے ایک وفد میری قیادت میں جس میں مرزا غلام نبی جانباز جناب سراج الدین قمر کی والدہ محترمہ (لیڈی عبدالقادر) ڈاکٹر نذر محمد شیخ فضل احمد، جناب فضل حسین شامل تھے دورے پر نکلے۔ یہ دورہ خاصا کامیاب رہا۔ اور تحریک کو تقویت ملی۔

تحریک آزادی کشمیر کا پہلا مجاہد جو جیونٹ کا رہنے والا تھا الٰہی بخش تھا جو محاذ میرپور پر شہید ہوا۔ بس پھر کیا تھا۔ اس مجاہد کے خون نے سارے پنجاب میں آگ لگا دی۔ اسی اثنا میں مجھے راولپنڈی جانا پڑا۔ راولپنڈی سے کوہالہ پہنچا۔ کوہالہ میں انگریز کمشنر سکاٹ لینڈ نے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی تھی۔ چنانچہ میں نے اور خواجہ غلام محمد نے دفعہ ۱۴۴ توڑنے کا فیصلہ کر لیا۔ لیکن ہمیں اس سے پہلے ہی گرفتار کر لیا گیا۔ میں تین ماہ کی سزا کاٹ کر باہر پہنچا تو سب لیڈر گرفتار ہو چکے تھے۔ چوہدری افضل حق دفتر میں بیمار پڑے تھے ان پر فالج کا حملہ ہوا تھا۔ ان کی حالت کافی نازک تھی لیکن یہ مردِ مجاہد، یہ عظیم مدبر، یہ ادیب بے بدل چارپائی پر لیٹا ہوا ساری تحریک کی قیادت کر رہا تھا۔ مجھے پاس بلایا حالات پوچھے اور پھر خاص ہدایات فرمائیں۔ مجھے ان کی ہدایات کے ماتحت خفیہ طور پر میرپور جانا پڑا۔ یہ وقت بڑا نازک تھا۔ انگریزی فوجیں ریاست میں داخل ہو چکی تھیں۔ اب ڈوگرہ شاہی سے نہیں بلکہ براہِ راست برطانوی سامراج سے ٹکر تھی۔

میں میرپور پہنچا مجھے یہاں ضروری امور کو سرانجام دینا تھا۔ میں ابھی میرپور ہی میں تھا کہ بعض نوجوانوں نے جہلم اور میرپور کی سرحد پر چونگی اور پولیس چوکی کو نذر آتش کر دیا۔ اس کے علاوہ بعض تھانوں کو بھی آگ لگا دی اور اسلحہ لوٹ لیا۔ بلکہ کئی مقامات پر بم بھی پھینکے گئے

میں گورا فوجوں کی گرفت سے بچ بچا تا لاہور پہنچا۔ چودھری افضل حق ابھی بیمار پڑے ہوئے تھے لیکن اب افاقہ ضرور تھا کہ وہ اٹھ کر بیٹھ سکتے تھے۔ مجھے دیکھا تو مسکرائے اور فرمانے لگے۔

بہت اچھا ہوا تم آگئے۔ مجھے امید ہے کہ تمھارا مشن کامیاب رہا ہوگا۔

میں نے جواب دیا،

چودھری صاحب میں سپاہی ہوں۔ سپاہی کا کام ہے کہ وہ افسر کے حکم پر بے نیاز ہو کر عمل کرے۔ آپ نے فرمایا میں نے بجا لایا۔

اس زمانہ میں مرکزی مجلس احرار کے دفتر پر بعض سی۔ آئی ڈی کے ملازم قابض ہو چکے تھے۔ چودھری صاحب بیمار تھے اس لیے وہ دفتر پوری طرح نظر رکھنے سے قاصر تھے۔ ان دنوں مجلس احرار کے آفس سکریٹری جناب عطاء اللہ تھے جو سی۔ آئی۔ ڈی کے پیڈ ملازم تھے۔ (یہ صاحب بعد میں پولیس کے ایک جلیل عہدے پر فائز ہوئے) انھوں نے چودھری صاحب اور میرے درمیان جو خط و کتابت ہوتی رہی کسی نہ کسی طرح حاصل کرلی۔ اس خط و کتابت کی بنا پر میرٹھ سازش کیس، ہمارے خلاف بنا ڈالا۔

اس سازش کیس کے سلسلے میں پنجاب بھر میں مسلمان نوجوانوں کی گرفتاریاں ہوئیں۔ چودھری صاحب کو بھی گرفتار کر لیا گیا پولیس آپ کی چارپائی کو اٹھا کر جیل میں لے گئی۔ پولیس میری تلاش بھی۔ مجلس احرار کے دفتر کو محاصرہ میں لے لیا۔ میرے گھر کے اردگرد سی۔ آئی۔ ڈی منڈلاتی تھی۔ آغا رشید احمد خاں انسپکٹر سی۔ آئی ڈی ہماری گرفتاری پر متعین تھے۔ میں نے بھیس بدل کر مجلس احرار کے دفتر کا رُخ کیا اور کسی نہ کسی طرح چودھری صاحب سے ربط قائم کیا۔

انھوں نے ہدایت فرمائی کہ میں کسی صورت میں بھی اپنے آپ کو پولیس کے حوالے نہ کروں۔

ابھی چودھری صاحب سے میری گفت و شنید ہو ہی رہی تھی کہ پولیس نے دفتر میں داخل ہو کر چودھری صاحب کو گرفتار کر لیا گیا۔ پولیس نے دفتر کی تلاشی لے کر تمام ریکارڈ پر قبضہ کر لیا

چودھری صاحب کو جیل میں لے جایا گیا۔ اور میں نے انتہائی عجلت سے اسٹیشن کا رُخ کیا۔ میں اسٹیشن پہنچا اور پولیس میری تلاش میں گھر پر پہنچی۔ یہ تھوڑا سا وقفہ میرے لیے غنیمت تھا میں نے فرسٹ کلاس کا ٹکٹ لیا اور پشاور کا رُخ کیا۔ پشاور پہنچا تو مولانا مفتی عبدالرحیم پوپلزئی اور خان غلام محمد خان لنڈخوڑ کی مدد سے مجھے آزاد علاقہ تک پہنچنے کا موقع مل گیا۔

چودھری افضل حق مرحوم ایک عظیم مدبر تھے وہ سیاسیات میں تحریک خلافت کے زمانہ میں آئے۔ اس وقت وہ پنجاب پولیس میں سب انسپکٹر تھے جب علمائے کرام نے پولیس اور فوج کی ملازمت کو حرام قرار دیا۔ چودھری صاحب نے پولیس کی ملازمت کو خیرباد کہا اور عملی سیاسیات میں آگئے۔

تحریک خلافت سے لے کر انھوں نے تحریک شہید گنج تک اسلامی اور ملکی سیاسیات میں اہم رول ادا کیا۔ وہ مسلم لیگ کے مخالف تھے لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وہ سچے مسلمان تھے، نڈر محب وطن تھے، وہ ادیب تھے۔

ان کی تصنیفات ادب کا بہترین شہکار ہیں وہ عملی سیاست داں اور پارلیمنٹرین تھے۔ پنجاب کونسل میں ان کی تقریریں ان کا اعلیٰ اور عظیم تدبر بلند پایہ سیاست داں ہونے کا ناقابل تردید ثبوت ہیں۔ وہ جب تک پنجاب کونسل کے رکن رہے۔ انھوں نے ملک و ملت کی پوری بے باکی سے ترجمانی کی۔ وہ بار بار پنجاب کونسل کے رکن منتخب ہوئے یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ مسلمانوں کو اس مرد مجاہد پر کامل اعتماد تھا۔

حقیقت یہ ہے چودھری افضل حق مرحوم مجلس احرار اسلام کے دماغ تھے۔ جب تک وہ زندہ رہے مجلس احرار اسلام ایک زندہ جاوید جماعت کی حیثیت سے زندہ رہی۔ انھوں نے انتہائی طوفانوں اور مخالفتوں میں اپنی جماعت کی قیادت کی۔ وہ ملکی اور غیر ملکی سیاست پر نظر رکھتے تھے تحریک خلافت کے بعد کوئی اسلامی اور ملکی تحریک ایسی نہیں جس میں افضل حق مرحوم نے حصہ نہ لیا ہو۔ انھوں نے اپنی زندگی کا بہت بڑا حصہ برطانوی سامراجیت کا مقابلہ کرنے میں کاٹا۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ پولیس کی سختیاں برداشت کیں، لیکن کوئی

(بقیہ ص ۵۱ پر)

منصور قریشی

روحِ افضل حق سے

اے مفکر اے جری اے رازدارِ زندگی
آج بھی افلاس کو ہے انتظارِ زندگی

یوں تو ہم دس سال سے ہیں ہمکنارِ حریت
خشک ہیں لیکن ابھی تک برگ و بارِ زندگی

فصلِ گل آنے کو تو آئی ہے گلشن میں مگر
لٹ گئی اربابِ گلشن کی بہارِ زندگی

پس رہے ہیں گردشِ افلاک سے بھولے عوام
رہبرِ پُرفن ہے لیکن کامگارِ زندگی

چشمِ مفلس نوجواں میں نور تک باقی نہیں
شمع سے محروم ہے گویا مزارِ زندگی

سینکڑوں وہ بیکس و مفلس ہیں تیرے دیس میں
فقر و فاقہ پر ہے جن کا انحصارِ زندگی

ہر قدم پہ ہو رہا ہے ان دنوں نیلامِ عام
ہر دکاں پہ بک رہا ہے اب وقارِ زندگی

جھوٹ، دھوکا، رشوتیں، عصمت دری، غارت گری
اب یہی کچھ رہ گیا ہے کاروبارِ زندگی

گل کھلائے دیکھئے کیا قلبِ نصرت کا لہو
دیکھئے کیا رنگ لائے انتشارِ زندگی

کاش تیرے درد کو، اخلاص کو، اذکار کو
لائے پھر میدان میں کوئی دوستدارِ زندگی

تو نے عزمِ زندگی بخشا تھا جس کشمیر کو
آج وہ کشمیر پھر ہے سوگوارِ زندگی

ماضی کے جھروکے سے

الحاج محمد حسن چغتائی مدظلہ

تبلیغی حضرات اور اکابرِ احرار

چودھری افضل حقؒ کی فراست کا ایک اہم واقعہ

بہاولپور میں منعقدہ ایک اہم تبلیغی اجتماع کے موقع پر مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۸۲ء کو جامع مسجد الصادق میں تبلیغی مرکز رائے ونڈ کے دیرینہ انچارج مولانا عبدالوہاب صاحب مدظلہ سے میری پہلی ملاقات ہوئی۔ میرے بھانجے الحاج حافظ عبدالصمد صابر چغتائی نے میرے احرار سے تعلق کو تعارف میں اجاگر کیا۔ تو آپ نے دورانِ گفتگو ارشاد فرمایا۔

"مجلسِ احرار سے میرا بڑا تعلق رہا ہے۔ میں جب لاہور میں پروفیسر تھا تو روزنامہ آحرار سہارن پور، زمزم آزاد لاہور وغیرہ میرے مطالعہ میں رہتے تھے اور چودھری افضل حقؒ، شاہ جیؒ، مولانا حبیب الرحمٰنؒ سبھی قائدینِ احرار سے میرے تعلقات تھے، اور ان کی مجالس میں نشست وبرخواست رہتی تھی۔

ایک بار میری موجودگی میں گوجرانوالہ کا ایک نوجوان چودھری صاحب مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اس نے کہا کہ میں گھر سے علامہ مشرقی کو قتل کرنے کا مصمم ارادہ کرکے چلا ہوں، اور اسی غرض کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اس پر چودھری صاحب نے فرمایا۔ اگر ایسی بات ہے تو ہمیں بھی بستر بوریا لپیٹ کر کوچ کی تیاری کرنی چاہیے۔ اس نے کہا کیوں؟ تو آپ نے جواب دیا کہ اگر آج آپ اپنے سے اختلاف رکھنے والے علامہ مشرقی کو قتل کریں گے۔ تو پھر ہم سے اختلاف رکھنے والا ہمیں کیوں قتل نہیں کرے گا؟

اس طرح سے چودھری صاحب مرحوم نے اپنے تدبر اور فراست سے اس نوجوان کے غلط عزم وارادہ کو یکسر بدل دیا، مولانا کو اس گفتگو کو گھر پہنچ کر میں نے

یکسر بدل کر مجلس احرارِ اسلام کے اس نظریہ کو نقصان نہ پہنچنے دیا کہ اختلاف کی بنیاد ذات نہیں نظریات ہوتے ہیں۔

؎ خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

الحاج عبدالکریم صابر
ڈیرہ اسمٰعیل خان

ہدیۂ تہنیت بخدمت امیر ملت ابن امیر شریعت
حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ العالی

گلہائے عقیدت

ع۔ عظیم المرتبت لعلِ جلیل است
وحید العصر و قاری بے مثیل است

ط۔ طریقش عین اسلافِ کرام است
چہ خوش اخلاق و خوش خو لا کلام است

ا۔ امیرِ ملت و معجز بیان است
کہ ہر خورد و کلاں رطبُ اللسان است

ا۔ انیس و مونس و ہمدردِ ملت
خطیب است و طبیب جملہ علت

ل۔ لئیق و عالم و فاضل مُدبّر
محقق ہم مناظر ہم مفکر

م۔ مجاہد و متقی با طرزِ احسن
چہ منعم، محسن و مومن، مہیمن

ح۔ حمیت مثلِ چوں میرِ شریعت
کند حق، ہر چہار پائے ودیعت

س۔ سلیم الطبع سرتاپا اطاعت
حلیم و افصح و گنجِ قناعت

ن۔ ندیم و محسن ما با وفا است
چہ نعمت، نعمتِ پروردگار است

بقیہ از صفحہ ۴۸

تکلیف، کوئی اذیت، کوئی مصیبت اس مردِ مجاہد کے پائے استقلال کو ڈگمگا نہ سکی۔

اس کی زندگی کا صرف ایک ہی مشن تھا کہ غلامی کی زنجیروں سے برصغیر آزاد ہو اور اس میں ایک حد تک کامیابی حاصل کی

چودھری صاحب ایک ادیب۔ ایک مورخ اور ایک سیاست داں کی حیثیت سے ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

چودھری افضل حق اگر میدانِ سیاست میں قدم نہ رکھتے تو وہ کبھی ایک اردو ادیب کی حیثیت سے وہ گرانبہا سرمایہ نہ دے سکتے جو ان کی تصنیفات کی شکل میں آج بھی ہمارے ادب کا بہترین سرمایہ ہیں۔ وہ آج ہم میں موجود نہیں لیکن ہمارے ادب میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

ان کی قربانیاں ہمیشہ قوم کو یاد رہیں گی۔ جب بھی کوئی مورخ اس برصغیر کی تاریخ آزادی مرتب کرے گا تو وہ چودھری افضل حق کی شخصیت کو فراموش اور نظر انداز نہیں کر سکے گا۔

****

حاصلِ مطالعہ

خلیفۂ راشد امیر المومنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

اطاعتِ رسول کے نمونۂ کامل

ایک مرتبہ حضرت ابومریم ازدی رضی اللہ عنہ، خلیفۂ راشد امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں حاضر ہوئے ——— سیدنا معاویہ رض نے اُن سے کسی معاملہ کی نسبت ناخوشی کا اظہار فرمایا تو سیدنا ابومریم رض نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سُنی ہے۔ میں آپ کے سامنے اس کو بیان کرتا ہوں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ :

" خدا جس کو مسلمانوں کا والی بنا دے وہ اگر اُن کی حاجتوں، ضرورتوں اور ناداریوں سے (آنکھ بند کر کے) پردے میں چھپ جائے تو خدا بھی قیامت کے دن اس کی حاجتوں، ضرورتوں اور ناداریوں سے (آنکھ بند کر کے) بے نیاز ہو جائے گا۔"

سیدنا معاویہ رض کے ہاں محبت و اطاعت رسول کے جذبہ کی پہلی ہی کمی نہ تھی۔ مگر سیدنا ابومریم رض سے نبی علیہ السلام کا یہ ارشادِ گرامی سُنتے ہی طبعِ سلیم پر گہرا اثر ہوا۔ آپ نے فوراً ایک حُکم کے ذریعہ رعایا کی حاجت برآری کے لئے ایک مستقل شخص کو مقرر کر دیا۔

{ ابوداؤد، کتاب الخراج والامارۃ
باب فیما یلزم الامام من امر الرعیۃ }

آئندہ شمارے میں

مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی کا خصوصی مضمون "اس صدی میں رُتبۂ تجدید کا امین" ——— ملاحظہ فرمائیں :

معلومات افزاء - خیال آفریں - فکر انگیز - تہلکہ خیز ———

خوش ذائقہ، اور لذیذ مٹن کڑاہی مرغ پلاؤ، شامی کباب اور چرغہ
ہر وقت دستیاب ہیں۔!

حُمیرا ریسٹورنٹ

پرسکون ماحول اعلیٰ سروس

نزد بلدیہ گیٹ حاصل پور، فون ۲۹۹۰

تحریک تحفظ ختم نبوت کی اہم پیشکش

• عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور ردِ مرزائیت کے سلسلہ کی اہم کتابیں • جن کی اشاعت سے قادیانی ایوان لرز اٹھے
• کفر و ارتداد اور بے دینی کے اس معاشرے میں ان کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

• مسئلہ ختم نبوت علم و عقل کی روشنی میں (مولانا مفتی محمد حسن سنبھلی) ۱۸ روپے • قادیان سے اسرائیل تک (جناب ابو مدثرہ) ۴۰ روپے
• قادیانیوں کو دعوت حق (مولانا محمد عبداللہ) ۱۵ روپے • تائید آسمانی در رد نشان آسمانی (مولانا محمد جعفر تھانیسری) ۵ روپے
• اسلام اور مرزائیت (تقابلی مطالعہ) (مولانا محمد عبداللہ) ۱۲ روپے • ردِ قادیانیت پر دس کتابچے ۱۰ روپے

خصوصی رعایت
• کوئی ایک کتاب منگوانے پر ۲۰٪ رعایت • مکمل سیٹ منگوانے پر ۳۳٪ رعایت اور • ۱۰۰ روپے کی کتب منگوانے پر ۴۰٪ رعایت اور ماہنامہ نقیب ختم نبوت ایک سال کے لئے مفت جاری کیا جائے گا۔

نوٹ: رقم پیشگی ارسال کریں۔ کتاب رجسٹرڈ ڈاک سے ارسال کی جائے گی۔ ڈاک خرچ بذمہ ادارہ ہوگا۔

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان
دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان۔ فون ۷۲۸۱۲

سیونگ مشین ، واشنگ مشین ، برقی مدھانی ، پیڈسٹل وسیلنگ اور ائیر گڈ اسٹ فین اور وال کلاک ، برقی استری ، ایئر گن اور سامانِ الیکٹرک بازار سے بارعایت خرید فرمائیں !

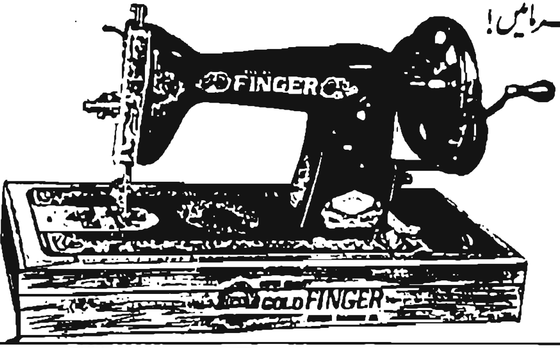

ایم بشیر احمد سیونگ مشین سروس حاصل پور، فون ۲۷۷۲ / ۲۹۱۶

قوم کے ہونہار بچوں کے روشن مستقبل کی ضمانت

پاکیزہ ماحول ، معیاری تعلیم
بہتر تربیت ، محنتی اساتذہ

مسلم ماڈل ہائی سکول رجسٹرڈ

محمود کالونی ، گلی نمبر ۲ حاصل پور
ضلع بہاولپور

یا اللہ مدد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ــــ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
من جاء بالحسنة فله عشر امثالها (القرآن)
خیرکم من تعلم القرآن و علمه (الحدیث)

زیر تعمیر جامع مسجد
و
مدرسہ دارالعلوم
حسین خیل پٹھان

مخیر حضرات مسجد و مدرسہ کی تعمیر کے اس کارِ خیر میں بھرپور حصہ لیں ، دینی مراکز کو مضبوط کریں ، تاکہ خدمت و اقامت دین کا مقدس فریضہ بہتر طور پر سر انجام دیا جا سکے !

خلافت راشدہ
خلیفہ بلا فصل سیدنا ابوبکر صدیق
سیدنا عمر فاروق
سیدنا عثمان
سیدنا علی المرتضیٰ
سیدنا حسن مجتبیٰ
سیدنا معاویہ
رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ

ترسیل زر کے لیے :
(۱) بمعرفت بینک ڈرافٹ یا چیک اکاؤنٹ نمبر ۲۰۹۰ یو بی ایل بھکر
(۲) بمعرفت منی آرڈر یا نقد دستی ـــ ! درج ذیل پتہ پر بھیجیں !

خادم علماء دیوبند حضرت مولانا غلام حسن خان ، خطیب و مہتمم مدرسہ ہذا
حسین خیل پٹھان ، مقام و ڈاکخانہ جھنڈ ڈگر ، تحصیل و ضلع بھکر !

اظہارِ تعزیت

- حویلیاں ضلع ایبٹ آباد میں ہمارے مہربان محترم قاضی محمد طاہر علی الہاشمی کے والد ماجد انتقال فرماگئے۔ لاہور میں قدیم احرار ساتھی محترم بھائی بشیر احمد چوہان کے چھوٹے بھائی محترم عبدالمنان ۱۳ دسمبر ۹۰ء کو عارضہ قلب کے باعث رحلت فرماگئے۔
- لاہور ہی میں قدیم احرار کارکن جناب قاری عبدالمجید متین (نسبت روڈ) وفات پاگئے۔
- اسلام آباد میں ہمارے عزیز دوست اور دینی بھائی محمد فاروق قریشی صاحب کے والد ماجد جناب عبدالستار قریشی ۱۹ جنوری ۹۱ء کو ملتان میں اللہ کو پیارے ہوگئے۔

قارئین کرام اور تمام احرار حلقوں سے درخواست ہے کہ مرحومین کی مغفرت کے لئے اپنی نمازوں میں خصوصی دعاؤں کا اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اُن سے حسنِ آخرت کا معاملہ فرمائیں، حسنات قبول فرمائیں، درجات بلند فرمائیں لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائیں اور پسماندگان کے مسائل و مشکلات حل فرمائیں۔ (آمین)

ادارہ لواحقین و پسماندگان کے غم میں شریک ہے۔

مومنین اہل سنت والجماعت کیلئے ایک عظیم علمی تحفہ

کتاب نمازِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

جس میں

- مسائل قرآن مجید، احادیث مبارکہ اور آثار صحابہؓ سے مدلل۔
- پیغمبرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی نماز کی واضح علمی تصویر۔
- مستند تلخنہ، علمی سرمایہ، عام فہم انداز بیان، دلکش ترتیب۔
- اردو خواں حضرات کیلئے مدنی تحفہ جس کی افادیت مسلمہ ہے۔
- امام ابوحنیفہؒ کی علمی عظمت فلسفیانہ انداز استدلال اور سنت سے والہانہ وابستگی کی ایک جھلک۔

تالیف: الشیخ محمد الیاس فیصل مدینہ منورہ

تقدیم: الشیخ محمد شفیق اسعد

سُنّی پبلی کیشنز

پوسٹ بکس نمبر ۷۶۶ لاہور

قیمت ۴۵/۰۰ روپے

ہر اچھے بکسٹال سے یا براہ راست ہم سے طلب کریں

مفکرِ احرار چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ کا

صد سالہ یومِ ولادت!

مفکر احرار چودھری افضل حق رحمہ اللہ کی ولادت کو سَو برس ہو رہے ہیں۔ آپ کا سنِ ولادت ۱۸۹۱ء ہے۔ مجلس احرارِ اسلام کی تمام شاخیں ۱۹۹۱ء میں مفکرِ احرار کے صد سالہ یوم ولادت کے سلسلہ میں تقریبات کا اہتمام کریں

مرکزی ناظم نشر و اشاعت

مجلس احرارِ اسلام، پاکستان

دعاءِ صحت

مخدومہ و مکرمہ سیدہ اُمِ الاحرار مدظلہا کی شدید علالت

حرم امیرِ شریعتؒ مخدومہ و مکرمہ سیدہ اُمِ الاحرار مدظلہا گزشتہ دو ماہ سے شدید علیل ہیں —— وہ عارضۂ قلب میں مبتلا ہیں۔

قارئین کرام، تمام بزرگوں اور احرار کارکنوں سے درخواست ہے کہ اماں جی کی صحت کے لئے خصوصی دعاؤں کا اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت و سلامتی عطا فرمائیں —— اور انکی دعائیں ہمارے شامل حال رہیں۔ (آمین)

(ادارہ)

نرخنامہ اشتہارات

نقیب ختم نبوت

ٹائیٹل کا آخری صفحہ سالم	=/۱۰۰۰ روپے
ٹائیٹل دوسرا اور تیسرا صفحہ	=/۸۰۰ روپے
عام صفحہ (سالم)	=/۳۰۰ روپے
〃 〃 (۱/۲)	=/۲۰۰ روپے
〃 〃 (۱/۴)	=/۱۰۰ روپے

مستقل معاونین کے لئے خصوصی رعایت ہوگی

• یومِ صدیق اکبر پر بلدیہ چیچہ وطنی نے تعطیل کر دی !
• دینی حلقوں کی طرف سے اراکینِ بلدیہ کو زبردست خراجِ تحسین ،
• مولانا ایثار القاسمی کے ظالمانہ قتل پر شہر میں مکمل ہڑتال اور احتجاجی جلوس !

۹ جنوری کو یومِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے موقع پر بلدیہ چیچہ وطنی کے چیئرمین رائے حسن نواز خاں نے مقامی بلدیاتی تعلیمی اداروں میں تعطیل کا اعلان کر کے ایک قابلِ قدر دینی مثال قائم کی ہے جو انتہائی قابلِ تحسین فیصلہ ہے اِس ضمن میں بلدیہ چیچہ وطنی کے ہال میں خلیفۂ بلا فصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سیرت کے حوالے سے ایک خوبصورت نشست بلدیہ کے وائس چیئرمین کی زیرِ صدارت منعقد ہوئی جس میں تعلیمی اداروں کے طلباء نے تقریری مقابلے میں حصّہ لیا۔ مجلسِ احرار اسلام انجمن سپاہِ صحابہ اور بلدیہ کی طرف سے بچوں میں انعامات تقسیم کئے گئے احرار کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ، انجمن تاجران کے صدر شیخ محمد حفیظ ، انجمن سپاہِ صحابہ کے امان اللہ چیمہ ۔ اکرام الحق سرشار وائس چیئرمین بلدیہ رانا محمد خاں اور دیگر مقررین نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے آپ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر اظہارِ خیال کیا ۔

خالد چیمہ نے یومِ ابوبکر صدیق کے حوالے سے تعلیمی اداروں میں تعطیل کرنے اور طلباء کے تقریری مقابلے کو نہایت جرأت مندانہ اقدام قرار دیتے ہوئے بلدیہ کے چیئرمین رائے حسن نواز خاں کو مبارکباد پیش کی اور اراکینِ بلدیہ چیف افسر ، پبلک ریلیشن افسر کا شکریہ ادا کیا ۔

مولانا ایثار القاسمی کے سانحۂ قتل کے خلاف انجمن سپاہِ صحابہ چیچہ وطنی کی اپیل پر ۱۲ جنوری کو چیچہ وطنی میں مکمل ہڑتال رہی اور ایک زبردست احتجاجی جلوس نکالا گیا ، جلوس میں مجلسِ احرارِ اسلام کے کارکنوں نے بھی شرکت کی جلوس کے اختتام پر شہداءِ ختم نبوت چوک میں منعقدہ جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے احرار کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ مولانا ایثار القاسمی حق کے لئے اہلِ حق کی تقلید میں حق نواز شہید کی طرح حق پر قربان ہو گئے ہیں ان کے خون سے نورِ حق پھوٹے گا اور حق پرستوں کے جذبوں کو جلا ملے گی ۔ انہوں نے کہا کہ رافضی اور سبائی قتل و غارت کی بزدلانہ سرگرمیوں سے نہ تو اہلِ حق کو ختم کر سکتے ہیں اور نہ ہی دفاع

منصبِ صحابہؓ کی تحریک کو دبا سکتے ہیں ۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ مولانا ایثار القاسمی اور مولانا حق نواز جھنگوی کے قاتلوں کو عبرتناک سزا دیجائے ۔

ربوہ

حبیب اللہ رشیدی

- دو قادیانی ، آرڈی ننس کی خلاف ورزی پر رنگے ہاتھوں گرفتار
- قادیانیوں کے سالانہ میلے پر پابندی ، لبش اور مرزا طاہر کے پتلے نذرِ آتش

مرزائیوں کا مقدس شہر ، قادیان یا لندن ؟

گزشتہ ماہ ربوہ میں اِمتناعِ قادیانیت آرڈی ننس کی خلاف ورزی پر دو قادیانی رنگے ہاتھوں گرفتار کر لیئے گئے ۔ تفصیلات کے مطابق مسجد احرار ربوہ کے خطیب مولانا اللہ یار ارشد کی درخواست پر پولیس نے صادق ندیم ولد مہدی خان ، قوم راجپوت کو مقدمہ نمبر ۲۲۱ ، دفعہ ۲۹۸ سی بی کے تحت گرفتار کر کے جیل بھیج دیا ۔

صادق ندیم نے سیرتِ مسیح موعود نامی کتاب شائع کی جس میں اسلامی اصطلاحات کا بے دریغ استعمال کیا گیا ہے ۔ قادیانی مذہب کی تبلیغ کی گئی ہے ۔ اور مرزا قادیانی کو خُدا قرار دیا گیا ہے ۔ مذکورہ قادیانی کو مقدمہ درج کر کے پولیس نے جوڈیشنل حوالات چنیوٹ میں بند کر دیا ۔

دوسرے ملزم شکور چشمے والے کو مرزا قادیانی کی غیر قانونی کتاب " دافع البلاء " رکھنے اور مُسلمانوں کو تبلیغ کرنے کے الزام میں مولانا اللہ یار ارشد کی درخواست پر ایس ایچ او ربوہ نے گرفتار کر کے جیل بھیج دیا ہے ۔

ربوہ میں دسمبر میں منعقد ہونے والے قادیانیوں کے سالانہ میلے پر بھی مجلسِ احرارِ اسلام کی کوششوں سے پابندی لگا دی گئی ہے ۔ علاوہ ازیں انتظامیہ نے مرزائیوں کو تنبیہ کی ہے کہ وہ آئندہ کسی قسم کے جلسے کی اجازت نہ مانگیں ۔ کیونکہ اُن کے اجتماعات پر قانوناً پابندی ہے اس لئے انہیں ایسی کوششوں سے مایوسی ہوگی ۔

اس مرتبہ قادیان میں دسمبر میں منعقد ہونے والے اجتماع میں شرکت کے لئے ۲۵۰۰ مرزائیوں نے درخواست دی لیکن مرزا طاہر نے یہ شرط عائد کی تھی کہ لندن کے جلسہ میں وہی مرزائی شریک ہوں جو قادیان کے جلسہ میں بھی جائیں ۔ اس طرح صرف ۷۵۰ مرزائی قادیان گئے اور باقی ۱۷۵۰ قادیان نہ جانے کے جرم کی پاداش میں لندن یاترا کی محرومی کا سوگ منا رہے ہیں ۔ ۔ ۔ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مرزائیوں کے نزدیک اب قادیان اور ربوہ کی وہ حیثیت نہیں جو لندن کی ہے ۔ گویا اب صرف لندن ہی مرزائیوں کا مقدس شہر ہے ۔ جہاں ان کے پُرانے

اور اصلی مربی فرنگی میزبان نے خرد خنزیر سے شغل کرنے کا خاطر خواہ انتظام کر رکھا ہے۔ لعنۃ اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واعوانہ وانصارہ۔

خلیج میں امریکی مداخلت کے خلاف یہاں مسلمانوں نے مولانا اللہ یار ارشد کی قیادت میں زبردست احتجاجی مظاہرہ کیا۔ مظاہرین نے بش اور مرزا طاہر کے پتلے نذر آتش کئے۔ عراق پر امریکی جارحیت کی شدید مذمت کی۔ مولانا اللہ یار ارشد نے کہا کہ امریکہ اسرائیل کے تحفظ کے لئے جنگ لڑ رہا ہے اور اسرائیل قادیانیوں کو چہیتے بیٹوں کی طرح پال رہا ہے۔ مسلمان یہودیوں، نصرانیوں اور قادیانیوں کے خلاف جہاد جاری رکھیں گے۔

مریدکے
انیس مجاهد

- سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یوم سرکاری سطح پر منایا جائے۔
- پاکستان کو سنی سٹیٹ قرار دیا جائے۔
- مولانا ایثار القاسمی کے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

امیر المومنین خلیفۂ بلا فصل رسول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یاد میں تارڑ ہاؤس مریدکے میں مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام ایک پروقار تقریب بزرگ احرار رہنما حکیم محمد صدیق تارڑ کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ احرار رہنما محمد بدر منیر احرار نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سیدنا صدیق اکبرؓ اسلام اور امت مسلمہ کے محسن ہیں زہد و تقویٰ اور نبی علیہ السلام کی اطاعت میں وہ تمام صحابہؓ میں ممتاز ہیں۔ انہوں نے منکرین ختم نبوت اور منکرین زکوٰۃ کے خلاف انتہائی نامساعد حالات میں جہاد کیا۔ اُن کا عہدِ خلافت راشدہ کا مثالی دور ہے۔ بدر منیر احرار نے کہا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد صحابہ کرامؓ میں حوصلہ اور استقامت پیدا کرنا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مثالی کارنامہ ہے۔ انہوں نے نبی علیہ السلام کا اس وقت ساتھ دیا جب انہیں سب چھوڑ گئے تھے۔ انہوں نے وقت، مال اور جان تینوں کو معیت و اطاعت رسول پر قربان کر دیا۔ یہ تربیت و دعاء رسول کا نتیجہ تھا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں کفار و مشرکین اور منافقین، دین کے خلاف اپنی سازشوں میں ناکام ہوئے اور سیدنا صدیق اکبر کے فہم و تدبر اور فراست کے سامنے ٹھہر نہ سکے۔ تقریب سے حکیم محمد صدیق تارڑ، حکیم جان محمد عبدالمجید، محمد عمر سیٹھی، خالد محمود تارڑ، محمد ابراہیم، فضل محمود، اور محمد معاویہ نے بھی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو زبردست خراج تحسین پیش کیا ــــــ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ خلفاء راشدین کے ایام سرکاری سطح پر منائے

جائیں اور عام تعطیل کا اعلان کیا جائے ۔

علاوہ ازیں مقامی احرار رہنما حکیم محمد صدیق تارڑ، حکیم جان محمد، خالد محمود، اور جامع مسجد غلہ منڈی کے خطیب علامہ محمد صادق صدیقی نے ایک مشترکہ بیان میں حکومت سے مطالبہ کیا کہ حکومت عوام سے کئے گئے وعدہ کے مطابق نفاذِ اسلام کے لئے عملی اقدامات کرے۔ انہوں نے کہا کہ ۱۹۵۲ء میں تمام مکاتب فکر کے ۲۲ جید علماء کرام نے ۲۲ نکاتی اسلامی دستوری خاکہ مرتب کرکے حکومت کو پیش کیا تھا۔ یہ دستوری خاکہ غیر متنازعہ ہے۔ حکومت اسی کو بنیاد بناکر نفاذِ اسلام کا عمل تیز کرے تو اس راہ میں حائل تمام دشواریاں دور ہوسکتی ہیں۔ موجودہ شریعت بل بھی اسی کی روشنی میں مرتب ہوا۔ لیکن رافضی اور سبائی گروہ اس کے راستے میں ناجائز رکاوٹیں کھڑی کررہا ہے۔ انہوں نے انجمن سپاہ صحابہؓ کے رہنما مولانا ایثار القاسمی کے ظالمانہ قتل کو ایک گہری سازش قرار دیتے ہوئے کہا کہ مولانا کا قتل حکومت کی نااہلی کا ثبوت ہے۔ پاکستان میں علماء کا مسلسل قتل باعثِ تشویش ہے۔ اُنہوں نے حکومت کی غفلت پر شدید احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ اگر مولانا حق نواز جھنگوی شہید اور دیگر علماء کے قاتلوں کو سزا دی جاتی تو یہ سانحہ پیش نہ آتا۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ مولانا ایثار القاسمی، مولانا حق نواز اور دیگر مقتول علماء کے قاتلوں کو جلد کیفرِ کردار تک پہنچایا جائے۔ پاکستان کو سنی سٹیٹ قرار دیا جائے اور ملک کو ایرانی دباؤ سے باہر نکالا جائے۔

رحیم یار خان

ابو مغیرہ چوہان

زمرۂ شہداءِ ناموسِ صحابہؓ

علامہ احسان الٰہی ظہیر، مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی، مولانا احسان اللہ فاروقی، حکیم فیض عالم صدیقی، سید منظور الحسن ہمدانی اور مولانا حق نواز جھنگوی کے بعد مولانا ایثار القاسمی بھی شہداءِ ناموسِ ازواج و اصحاب رسول علیہم الرضوان میں شامل ہوگئے۔ ان شہداء کے ورثاء ابتک اس انتظار میں ہیں کہ ان کے خونِ ناحق کا فیصلہ کب ہوگا؟ مولانا قاسمی کا مقدمہ بھی عدالتی تحقیقات کے مراحل میں ہے۔ معلوم نہیں کہ یہ سلسلۂ تحقیقات اختتام پذیر بھی ہوگا کہ نہیں کیونکہ ہمارے ملک میں اس طرح کے قتل کی تحقیقات ہمیشہ ہی درجہ تحقیق و تفتیش میں رہتی ہیں ان سے کسی مثبت نتیجہ کے برآمد ہونے کی توقع نہیں۔ اب بھی یہی انتظار ہے کہ عدالتی تحقیقات کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ پچھلے دنوں علماء کے ایک وفد نے صدر غلام اسحٰق خان سے ملاقات کی اور مطالبہ کیا کہ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے مرکزی قائد ساجد نقوی کو شاملِ تفتیش کیا جائے۔ اس سے پہلے بھی حکومت سے یہی مطالبہ ہوچکا ہے۔ علماء اور عوام اہل سنت کا بار بار مطالبہ کرنا حکومت کی بے اعتنائی اور مطالبات کو قابلِ التفات نہ سمجھنے کی طرف غماز ہے حکومت کا یہ رویہ قابلِ ستائش عمل

نہیں پھر جمہوریت کی دعویدار حکومت کا عوام کی اکثریت سے یہ سلوک شرمناک ہے۔ مولانا کی شہادت سے قبل ایران کے سفارت کار صادق گنجی کے قتل کا واقعہ رونما ہوا۔ یہ درست ہے کہ ایک سفارت کار کا قتل بین الملکی قوانین اور ملکی تعلقات کے اعتبار سے سنگین جرم ہے۔ اور ویسے بھی دہشت گردی اور قتل و غارت سنگین جرائم کے زمرہ میں شامل ہے۔ گنجی کے قتل کی وجہ سے ایران کا نائب وزیر خارجہ پاکستان آیا اور اس قتل کے سلسلہ میں ہونے والی تحقیقات کے متعلق حکومت سے تبادلہ خیال کیا اور اس کے بعد اس نے ایک پریس کانفرنس میں اپنے جذبات کا اظہار کیا اور اسی سلسلہ میں اس نے حکومت پاکستان سے یہ مطالبہ کیا کہ "انجمن سپاہ صحابہ" پر پابندی عائد کی جائے۔ ایرانی نائب وزیر خارجہ کا یہ مطالبہ اپنے حدود سے تجاوز ہے اور پاکستان کے معاملات میں صریح مداخلت ہے۔ اس بیان کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ حکومت نے محض ایران کو خوش کرنے کے لئے مولانا ضیاء الرحمن فاروقی سرپرست "انجمن سپاہ صحابہ" کو گنجی کے قتل کی تفتیش میں شامل کیا ہے۔ ملک میں یہ افواہ بھی گردش کر رہی ہے کہ مولانا ایثار القاسمی کی المناک شہادت گنجی کے قتل کا ردِ عمل ہے۔ اور اس امکان سے بھی صرف نظر نہیں کی جا سکتی کہ حکومت ایران کا جو نمائندہ "انجمن سپاہ صحابہ" کے وجود کو برداشت نہیں کر سکتا وہ ان کے مرکزی قائدین کو کب برداشت کر سکتا ہے۔ حکومت کو اس معاملہ میں سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا چاہئیے اور عوامی مطالبات کو قابلِ التفات سمجھتے ہوئے ساجد نقوی کو مولانا کے قتل کی تحقیق میں شامل تفتیش کر کے عوامی اضطراب کا انسداد کرے۔ عدالتی تحقیق کے ذریعہ حقائق خود بخود ہی واضح ہو جائیں گے۔

ملتان

ابو میسون

- کویت پر قبضہ غلط مگر امریکہ و اسرائیل کے خلاف جہاد درست ہے۔
- پاکستان میں خانۂ فرہنگِ ایران کے دفاتر سر بمہر کئے جائیں۔
- مولانا ایثار القاسمی کا قتل طے شدہ سبائی منصوبہ ہے۔

مولانا ایثار القاسمی کے قتل اور عراق پر امریکیوں، یہودیوں اور نصرانیوں کی وحشیانہ بمباری کے خلاف ملتان میں بھی زبردست احتجاجی مظاہرے کئے گئے۔ مولانا ایثار القاسمی کی شہادت پر تمام دینی حلقوں کا مشترکہ اجلاس سید عطاء المحسن بخاری کی صدارت میں دار بنی ہاشم میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں شریک علماء، کارکنوں کے فیصلہ کے مطابق تاجروں سے ہڑتال کی اپیل کی گئی اور احتجاجی جلسہ منعقد کیا گیا۔ انجمن سپاہ صحابہ نے چوک گھنٹہ گھر میں جلسہ کے تمام انتظامات سنبھالے ہوئے تھے۔ ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری نے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مولانا

ایثار القاسمی کا ظالمانہ قتل طے شدہ سازش ہے۔ اسے سیاسی رنجش یا وقتی تنازعہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ سات برسوں میں ایک ہی مسلک کے سات علماء کرام کا قتل اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ ہر حکومت نے ملک میں قتل وغارت گری کو رواج دینے میں خاطر خواہ کردار ادا کیا ہے جس کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ آج تک کسی ایک عالم دین کے قاتل کو سزا نہیں دی گئی۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ خانۂ فرہنگ ایران کے تمام دفاتر بند کئے جائیں اور حکومت انہیں خلافِ قانون قرار دے۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ ادارہ ملک میں فرقہ وارانہ فسادات کرانے اور دہشت گردی کی فضا قائم کرنے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ جلسہ سے قاری محمد حنیف جالندھری۔ مولانا سلطان محمود ضیاء، سید خورشید عباس گردیزی۔ عقیل صدیقی اور دیگر مقررین نے بھی خطاب کیا۔

● عراقی مسلمانوں پر امریکی ویہودی سامراجیوں کی بمباری اور ظلم وستم کے خلاف ۲۵ جنوری کو مجلس احرارِ اسلام ملتان نے چوک مہربان میں ایک احتجاجی مظاہرہ کیا جس سے ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ صدام حسین پوری دنیا میں امریکہ دشمن قوتوں کی علامت بن چکے ہیں۔ اُمتِ مسلمہ دل وجان سے ان کے ساتھ ہے مگر مسلم حکومتیں بُش کی غلامی کا طوق گلے میں ڈالے ہوئی ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ کویت پر عراق کا قبضہ قابلِ تحسین نہیں مگر اسرائیل اور امریکہ کے خلاف صدام حسین کی جدوجہد ناقابلِ فراموش ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ دنیا بھر کے مسلمان عراق پر امریکی، یہودی ونصرانی جارحیت کے خلاف متحد ہو چکے ہیں۔ بش نے خلیج میں خود اپنے ہاتھوں سے امریکیوں کی قبر کھودی ہے۔ جس طرح افغان مجاہدین نے افغانستان میں روسی سامراج کے دانت کھٹے کئے اسی طرح خلیج میں امریکی ویہودی سامراج صدام حسین کے ہاتھوں عبرتناک ہزیمت سے دوچار ہوں گے۔

احتجاجی مظاہروں سے مجلس احرارِ اسلام کے رہنما سید عطاء المومن نے بھی خطاب کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ امریکہ خلیج میں اپنا عمل دخل بڑھانے کے لئے ایک عرصہ سے بے چین تھا۔ صدام حسین کو امریکی سازش کے تحت کویت میں گھسایا گیا ہے اور اسی کو جواز بنا کر امریکہ خلیج میں داخل ہوا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ موجودہ صورت حال میں صدام حسین مبارکباد کے مستحق ہیں کہ اُنہوں نے بین الاقوامی دہشت گردوں امریکی ویہودی سامراج کو للکارا ہے۔ صدام کی للکار سے تل ابیب اور واشنگٹن لرز اُٹھے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ مسلمانوں میں سیاسی شعور بیدار ہو رہا ہے اب پاکستان میں بھی امریکی سامراج کے ایجنٹوں کے لئے کوئی جگہ باقی نہ رہے گی۔ اُنہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ خلیج کے مسئلہ پر دوغلی پالیسی ترک کر کے واضح لائحہ عمل اختیار کرے۔ اُنہوں نے بے نظیر بھٹو کے امریکہ کی حمایت میں بیان کی بھی شدید مذمت کی۔

زکوٰۃ، صدقات اور عطیات،
تحریک تحفظِ ختمِ نبوّت کو دیجئے!

- فتنۂ مرزائیت ورافضیت کے استیصال کے لئے مجلس احرارِ اسلام گزشتہ نصف صدی سے مصروفِ عمل ہے۔ جماعت کے مستقل شعبۂ تبلیغ تحریک تحفظِ ختم نبوت کے زیرِ اہتمام ملک بھر میں آٹھ دینی مدارس سرگرم ہیں۔ ان اداروں میں بلامعاوضہ افراد بامشاہرہ کام کر رہے ہیں اور کوئی پانچ صد طلباء علم دین حاصل کر رہے ہیں۔ جن کی جملہ ضروریات کی کفالت جماعت کے ذمّہ ہے۔
- تبلیغی مقاصد کے سلسلہ میں مختلف کتب و پمفلٹ اور سٹکر دس ہزار کی تعداد میں شائع کئے گئے ہیں ۔۔۔۔۔۔
- مدارس کی تعمیر، توسیع کے لئے زمین کی خرید، مساجد کی تعمیر اور جملہ اخراجات کی تکمیل کے لئے خصوصاً ماہِ رجب میں اپنی زکوٰۃ، صدقات اور عطیات جماعت کو عنایت فرمائیں۔

نوٹ:

مجلس احرارِ اسلام کے تمام اراکین و معاونین جماعت کے دستور کی پابندی کرتے ہوئے اپنی جملہ رقوم تمام کی تمام جماعت کو عنایت فرمائیں۔

ترسیلِ زر کے لئے:

ابنِ امیر شریعت سیّد عطاء المحسن بخاری
دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان

بذریعہ بنک ڈرافٹ یا چیک:

اکاؤنٹ نمبر۔ 29932

حبیب بنک حسین آگاہی ـــــ ملتان

توحید و ختمِ نبوّت کے علمبردارو، ایک ہو جاؤ!

دو روزہ تیرھویں ۱۳ سالانہ

شہدائے ختمِ نبوّۃ کانفرنس

زیرِ سرپرستی: قائدِ احرار جانشینِ امیرِ شریعت حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری مدظلہ

زیرِ صدارت:

○ شیخ المشائخ خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ

○ حضرۃ محمد حسن چنتائی مدظلہ

۷ ، ۸ مارچ ۱۹۹۱ء جمعرات، جمعہ

بمقام: جامع مسجد احرار

خصوصی خطاب:

قائدِ تحریک ختم نبوت ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ

ناظمِ اعلیٰ: عالمی مجلس احرار اسلام، پاکستان

نظم:

۷ مارچ بروز جمعرات:

خاص اجلاس: بعد نمازِ ظہر تا عصر کارکنوں کی تعلیمی اخلاقی اور فکری تربیت کے سلسلہ میں خصوصی نشست

اجلاسِ عام: بعد نمازِ عشاء

۸ مارچ بروز جمعہ

اجلاسِ عام: ۱۱ بجے دوپہر تا عصر

نوٹ: ۱۔ احرار کارکن ۷ مارچ بروز جمعرات ۱۰ بجے صبح تک مسجد احرار پہنچ جائیں ۲۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔

علاوہ ازیں ملک کے ممتاز علماء اور خطباء بھی کانفرنس کی مختلف نشستوں میں خطاب فرمائیں گے۔

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت (شعبہ تبلیغ) عالمی مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

رابطہ فون: ملتان ۷۲۸۱۲، ربوہ ۸۸۶، لاہور ۳۰ ۶۷ ۴۴، چنیوٹ ۲۳۴۳، چیچہ وطنی ۲۱۱۲-۲۹۵۳۰

آئیے۔ اللہ کی رضا اور اجر حاصل کیجئے!

ہمارے دینی ادارے اور مستقبل کے منصوبے

مسلمان توجہ فرمائیں

★ — مجلسِ احرارِ اسلام دینی انقلاب کی داعی ہے۔ دینی انقلاب — دینی مزاج اور دینی ماحول پیدا کیے بغیر ممکن نہیں۔ ۱۹۲۹ء سے آج تک احرار نے بیسیوں تحریکوں کو جنم دیا اور پروان چڑھایا۔ احرار کی سب سے بڑی، مضبوط اور زندہ تحریک **تحریکِ ختمِ نبوت** ہے۔

★ — پاکستان سے پہلے اور پاکستان کے بعد احرار نے سینکڑوں دینی ادارے قائم کیے جن سے اُمتِ مسلمہ میں دینی مزاج عام اور دینی قوتوں میں اضافہ ہوا۔ اکابرِ احرار نے ایک بات شدت سے محسوس کی کہ جب تک دینی ادارے بنیادی طور پر احرار کی نگرانی میں نہیں چلتے اُس وقت تک یکجہتی پیدا ہونا مشکل امر ہے۔ لہٰذا ہم نے اُمتِ مسلمہ کے تعاون سے اندرون و بیرونِ ملک دینی ادارے قائم کئے ہوئے ہیں جن کی مختصر تفصیل یوں ہے:

★ مدرسہ معمورہ ——— مسجدِ نور، تغلق روڈ ملتان ———

★ مدرسہ معمورہ ——— دارِ بنی ہاشم، پولیس لائنز روڈ ملتان فون: ۷۲۸۱۳

★ مدرسہ محمودیہ معمورہ ——— ناگڑیاں ضلع گجرات ———

★ جامعہ ختمِ نبوت ——— مسجد احرار متصل ڈگری کالج ربوہ - فون نمبر: ۸۸۶ ———

★ مدرسہ ختمِ نبوت ——— سرگودھا روڈ ربوہ ———

★ دارالعلوم ختمِ نبوت ——— چیچہ وطنی - فون نمبر: ۲۹۵۳ ———

★ مدرسہ ابوبکر صدیق ——— تلہ گنگ ضلع چکوال ———

★ یوکے ختمِ نبوت مشن ——— (ہیڈ آفس) گلاسگو برطانیہ ———

یہ ادارے سرگرمِ عمل ہیں۔ ان کے اخراجات اور آئندہ کے منصوبے، مسجد احرار ملتان ۔ مدرسہ معمورہ کے بڑھتے ہوئے کام کے پیشِ نظر زمین کی خرید اور تعمیر نو، دفاتر کا قیام، بیرونی ممالک میں مبلغین کی تعیناتی اور اداروں کا قیام، پچاس کتابوں کی اشاعت — یہ تمام کام اُمتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعاون سے ہوگا۔ یہ کام آپ ہی نے کرنا ہے۔

تعاون آپ کریں دُعا، ہم کرینگے اور اجر اللہ پاک دینگے — آئیے۔ آگے بڑھیے اور اجر کمائیے

سیّد عطاء المحسن بخاری — مدیر مدارس التحفیظ والمساجد

دارِ بنی ہاشم ○ پولیس لائنز روڈ ○ ملتان

ترسیلِ زر کے لئے: اکاؤنٹ نمبر: ۲۹۹۳۲ حبیب بنک لمیٹڈ حسین آگاہی ملتان

MONTHLY
NAQEEB-E-KHATM-E-NUBUWAT
MULTAN
Ph :72813
Regd. No L. 8755
Vol No- 2
No. 2

زیرِ تعمیر :

جامع مسجد ختمِ نبوت

دارِ بنی ہاشم — مہربان کالونی — ملتان

زیرِ اہتمام : تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت (شعبہ تبلیغ) عالمی مجلس احرارِ اسلام پاکستان

مسجد کی چھت مکمل ہو چکی ہے بقیہ تعمیر کی تکمیل میں بھرپور لیں ،

نقد و سامانِ تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرمائیں :

ترسیلِ زر کے لئے

ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری ، دارِ بنی ہاشم ، ملتان

اکاؤنٹ نمبر ۲۹۹۳۲ ، حبیب بنک حسین آگاہی ، ملتان